اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (القرآن)

عقیدۂ توحید

اور

رد شرک

تالیف:

ابو معاویہ مولانا محمد ایاز

فہرست عناوین

صفحہ

فہرست عناوین

صفحہ

تقریظ

شیخ القرآن والحدیث مولانا **محمد طیب طاہری** مدظلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوۃ: کسی انسان کے کردار، گفتار اور چال ڈھال سے معاشرہ پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس کی تحریر بھی بالعموم انہی اثرات کی حامل ہوتی ہے کیونکہ تحریر و تقریر کسی انسان کے مجموعی کردار کا ہی حصہ ہیں اور اس کی اندرونی شخصیت کا اظہار بھی انہی سے ہوتا ہے۔

میں بڑی خوشی سے یہ بات زیب قرطاس کر رہا ہوں کہ اللہ کریم نے ہمارے عزیز مولوی محمد ایاز سلمہٗ اللہ کو شخصیت و کردار کے جس سانچے میں ڈھالا ہے، وہ معاشرہ کے لئے بہترین اور مفید اقدار اور رویوں کو آگے بڑھانے کا ذریعہ بنے گا انشاء اللہ۔ اس نوجوان عالم نے اپنی جوانی کا چمن ایمان و عمل اور خدمت دروس قرآن کے پھولوں سے مہکا رکھا ہے اور اس کی یہ تالیف بھی انشاء اللہ اسی خوشبو کے پھیلنے اور بکھرنے کا ذریعہ بنے گی۔

میں نے اس رسالہ کے بعض مقامات دیکھے ہیں، سادہ زبان میں ٹھوس دلائل کے ساتھ انشاء اللہ بڑے عمدہ اور مفید مطالب بیان کئے ہیں۔ اللہ کریم اسے امت کے لئے نافع اور مصنف کے لئے ذریعہ آخرت بنادے آمین۔

قارئین سے میری گزارش ہے کہ اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچا کر اصلاح عقیدہ اور بیان مسئلہ توحید کے جہاد میں شریک ہوں فجزا کم اللہ خیرا۔

(شیخ القرآن مولانا) محمد طیب عفی عنہ

تقدیم

(از مولانا سید کفایت بخاری صاحب)

نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان علمائے ربانی کو امت مرحومہ کی نگرانی اور اصلاح وارشاد کی مسلسل جدوجہد کا ذمہ دار بناتا ہے اور اللہ کا فضل واحسان ہے کہ کسی دور میں بھی علماء حق نے اس فریضہ کی ادائیگی سے پہلو تہی نہیں کی اور ہمیشہ اپنے آپ کو اس اعزاز کا اہل ثابت کیا ہے۔ انہوں نے امت کے عقائد واعمال کی اصلاح کے لیے ہر ممکن طریق سے ہر طرح کی کوشش کی اور اس الہی فریضہ کی ادائیگی کی محیر العقول مثالیں قائم فرمائیں۔

ان ربانی علماء کی مساعی اصلاح وارشاد میں اصلاح عقیدہ کی کوشش نمایاں حیثیت رکھتی ہے کیونکہ اعمال کے صالح اور مقبول ہونے کا دارومدار عقیدہ کی درستی پر ہے۔ اگر عقیدہ درست ہے تو اللہ کے ہاں اعمال بھی قابل قبول ہیں لیکن اگر عقیدہ ہی درست نہیں تو بڑے سے بڑا عمل بھی پرِ کاہ کے برابر حیثیت نہیں رکھتا۔ اسلامی عقائد کا سرِ عنوان توحید اور اسکا مقابل شرک ہے۔ تمام آسمانی کتابوں کے نزول اور تمام آسمانی شرائع وملل کی غرض وغایت اور مقصد وحید یہی اثباتِ توحید اور رد شرک ہے۔

یہ بہت بڑا شیطانی جال ہے کہ بیان توحید کا نام شدت اور رد شرک کا نام فرقہ واریت رکھ کر قوم کو مصلحین کی بات تک سننے سے روک دیا گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ مبلغین توحید کو فتوئ بازی کے طوفان کا سامنا کرنا پڑا اور دشنام طرازی، بہتان طرازی، سنگباری، آتش زنی اور قتل وغارت کے سمندر عبور کرنا پڑے لیکن ان مصلحین نے اللہ کی طرف سے عائد کردہ فریضہ کی انجام دہی میں کسی ڈھیل، سستی اور مداہنت سے کام نہیں لیا فجزاهم الله تعالىٰ عنا وعن سائر المسلمين خير الجزاء

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیے ہیں انداز خسروانہ

زیر نظر رسالہ بھی انہی سنہری کاوشوں کا ایک تسلسل ہے جس میں بڑے حسین اور سادہ انداز میں توحید کا مطلب بیان کرتے ہوئے اسکی اہمیت واضح کی گئی ہے اور اس پر دربار الٰہی سے ملنے والے انعامات گنوائے گئے ہیں۔ اس کے بعد شرک کی وضاحت، اسکی اقسام کی تفصیل اور شرک کی قباحت کا تذکرہ ہے۔ جو کچھ لکھا ہے قرآن وحدیث سے لکھا ہے اور جابجا اکابر امت وفقہائے احناف کے فیصلے پیش کر کے استدلال کی مضبوطی کو آشکارا کیا ہے۔ شرک وہ زہر ہے جو ہر بڑی سے بڑی قربانی اور نیک سے نیک عمل کو بھی ضائع کر دیتا ہے، غضبِ الٰہی کے نزول کا ذریعہ بنتا ہے اور آخرت کی مغفرت ورحمت سے محروم کرتا ہے۔ شرک دنیا و آخرت کی رسوائی اور رب کے ہاں سے ٹھکرائے جانے کا پروانہ ہے۔ اگر یہ بات کسی دل میں اتر گئی تو انشاء اللہ اس کے لکھنے کا مقصد ضرور حاصل ہو جائے گا۔ قارئین سے درخواست ہے کہ اپنے حلقہ تعارف میں اس رسالہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کے ذریعہ خدمت توحید کے اعزاز سے مشرف ہوں۔ تقبل اللہ منا ومن سائر المسلمین۔

سید کفایت بخاری

تجاوزہ عن ذنبہ الباری

کامرہ کلاں اٹک ۱۱ شعبان ۱۴۲۱ھ

نوٹ: رسالہ لکھتے ہوئے عوام کی اصلاح عقیدہ کو مدِ نظر رکھا گیا ہے اسلئے علمی و مشکل مباحث کو چھوڑ کر سادہ اور آسان انداز اختیار کر کے روانگی کا خیال کیا گیا ہے۔

(مصنف)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ فِی الذَّاتِ وَالْاَ فْعَال وَالْاَ سْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الَّذِیْ ھُوَ اَفْضَلُ الْمَوْجُوْدَاتِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ ھُمْ کَالنُّجُوْمِ فِی الظُّلُمٰت ط اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

﴿ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ج لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴾

(البقرہ ۱۶۳)

﴿وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ مَّاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ ﴾ (مشکوٰۃ)

ترجمہ آیت :

اور تم سب کا الہ ایک ہی الہ ہے، کوئی الہ نہیں اس عام و خاص رحم کرنے والے کے سوا۔

ترجمہ حدیث :

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی مر جائے ایسی حالت میں کہ وہ اس بات کو مانتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

اہمیت عقیدہ توحید

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انسان پر بہت زیادہ انعامات واحسانات کئے ہیں لیکن ان تمام انعامات میں سب سے بڑی نعمت اور اللہ کا بڑا فضل عقیدہ توحید ہے کہ ایک انسان کو اللہ تعالیٰ توحید کی سمجھ عطا کر دے اور شرک سے بیزار ہو کر ایک موحد مسلمان بن جائے، اس سے دنیا ومافیھا میں اور کوئی بڑا فضل نہیں۔ اس حقیقت کو قرآن نے حضرت یوسفؑ کی زبان سے اس طرح بیان کیا ہے جب وہ جیل میں اپنے قیدی ساتھیوں کو مسئلہ توحید سمجھا رہے تھے تو فرمایا:

اے میرے جیل کے ساتھیو! میں نے اُس قوم کے دین کو چھوڑ دیا ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور اپنے آباء واجداد حضرت ابراھیمؑ، اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کے دین توحید کی پیروی کر چکا ہوں۔

پھر فرماتے ہیں:

﴿ مَا کَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِکَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ﴾ (یوسف: ۳۸)

ہمارے یہ شایان شان نہیں (ہمیں کسی طرح بھی یہ لائق نہیں) کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرائیں۔

اور یہ شرک نہ کرنا اور توحید کا ماننا جو ہے:

﴿ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ﴾

(یوسف: ۳۸)

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہم پر اور تمام لوگوں پر لیکن پھر بھی اکثر لوگ اس فضل (توحید) کی ناشکری (شرک) کرتے ہیں۔

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ میں آیت فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (محمد: ۱۹) کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

وَيُقَالُ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَيْسَ شَيْئٌ فَضْلُهٗ كَفَضْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اس بات کو سمجھ لو کہ توحید (لا اله الا الله) کی فضیلت جیسی کسی دوسری چیز کی فضیلت نہیں ہے

بہر حال توحید اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بڑا فضل واحسان ہے۔ اس کے برابر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے اور کوئی بڑا فضل و احسان ہے ہی نہیں۔ توحید کی یہ فضیلت کیوں نہ ہو جب کہ یہی توحید تو قرآن کا دعویٰ اور خلاصہ ہے۔ قرآن پاک اس مسئلہ توحید کی وضاحت کرتا ہے اور اسی لئے نازل کیا گیا ہے اور یہی قرآن کا مقصد ہے۔

ملا علی قاری حنفیؒ اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے اس طرح رقمطراز ہیں کہ :

اِنَّ الْقُرْآنَ مَا اُنْزِلَ اِلَّا لِتَقْرِيْرِ التَّوْحِيْدِ (مرقات : ۱۶۸/۲)

بے شک قرآن توحید کی تقریر وبیان ہی کے لئے نازل کیا گیا ہے۔

الغرض توحید کا علم وفہم عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر بہت بڑا فضل وانعام ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جن و انسان کو پیدا کیا ہے کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی معرفت یعنی توحید کو سمجھ کر، مان کر آخرت میں فلاح حاصل کر سکیں اور یہی ان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ (الذاریات : ۵۶)

اور ہم نے جن وانس کو اپنی عبادت (توحید) ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔

اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا ارشاد ہے :

تیری پیدائش توحید ہی کے لئے ہے (فتح الربانی)۔

جب توحید انسان کی پیدائش کا مقصد ہے تو اسی بناء پر قرآن انسان کو تمام احکام میں سب سے پہلے عقیدہ توحید کا حکم ودعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾

(البقرہ : ۲۱)

عمر اد نبی کریم ﷺ (عبداللہ بن عباسؓ) اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں :

اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ اَیْ وَحِّدُوْا رَبَّکُمْ

اے لوگو! اپنے رب کی توحید کو مان لو جس نے تمہیں اور
تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

بہر صورت رب کی توحید کو ماننا سب سے پہلے ہے۔ اسی وجہ سے امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ :

اِنَّ اَوَّلَ مَایَجِبُ اِظْهَارُهٗ وَلَا یَجُوْزُ کِتْمَانُهٗ اَمْرُ التَّوْحِیْدِ (پ ۲/ ۱۲۸)

یعنی سب سے پہلے جس مسئلے کا اظہار و اعلان واجب ہے
اور اس کا چھپانا جائز نہیں وہ مسئلہ توحید ہے۔

اسی وجہ سے نبی پاک ﷺ لوگوں کو سب سے پہلے توحید سمجھاتے اور یہی حکم دیتے پھر باقی احکام کا۔ بخاری میں روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف حضرت معاذؓ کو بھیجنا چاہا تو آپ ﷺ نے معاذؓ کو حکم دیا۔

﴿ فَلْیَکُنْ اَوَّلُ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلٰی اَنْ یُّوَحِّدُوا اللّٰهَ تَعَالٰی ﴾ (مسلم)

یعنی سب سے پہلے ان کو اللہ کی وحدانیت (توحید) کی طرف بلاؤ، دعوت دو۔

بس توحید کی اس اہمیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام احکام میں سب سے پہلا مرتبہ اور پہلا نمبر توحید کا ہے اور باقی احکامات اس کے بعد ہیں۔

اس لیے جس آدمی کا عقیدۂ خالص توحید کا ہو اور اسکے عقیدے میں شرک ملا ہوا نہ ہو تو وہ آدمی حقیقی ایمان والا اور ہدایت یافتہ ہے۔

اس بات کی گواہی اللہ تعالی قرآن پاک میں اس طرح دیتے ہیں :

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾

(انعام : ۸۳)

کہ جو لوگ ایمان لے آئے اور انھوں نے اپنے ایمان کے ساتھ شرک کو نہیں ملایا تو انہی

کے لیے امن ہے (آخرت میں عذاب سے)اور وہی ہدایت والے ہیں (دنیامیں)۔

حاصل یہ کہ امن وہدایت والے صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو ایمان لائے اس طرح کہ اس میں شرک کی ملاوٹ بالکل نہ ہو۔اور اگر خدا پر ایمان رکھنے کے باوجود شرک نہ چھوڑا تووہ نہ حقیقی وشرعی ایمان ہے نہ اس کے ذریعے سے امن وہدایت نصیب ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴾ (یوسف :۱۰۶)

اور نہیں ایمان لاتے بہت لوگ اللہ پر مگر ساتھ ہی شرک بھی کرتے ہیں۔

یعنی اکثر لوگ ایمان کے ساتھ بھی مشرک ہوتے ہیں جس طرح آج کل کے نام نہاد مسلمان کہ زبان سے تو سب کہتے ہیں کہ خالق، رازق ومالک اللہ تعالیٰ ہے مگر اس کے باوجود کوئی اللہ کے لئے بیٹے بیٹیاں اور اور نائب وحصہ دار تجویز کرتے ہیں، کسی نے احبار ورھبان کو خدائی کے اختیارات دیدیے ہیں تو بہت سے تعزیہ پرستی ، قبر پرستی و پیر پرستی کے خس وخشاک سے توحید کے صاف چشمہ کو مکدر کررہے ہیں۔ غرض ایمان کا زبانی دعویٰ کرکے بہت کم ہیں جو عقیدہ میں شرک کا ارتکاب نہیں کرتے۔

؎ زبان سے گر کیا توحید کا دعویٰ، تو کیا حاصل
بنایا ہے بُتِ پندار کو اپنا خدا تونے

مختصر یہ کہ عقیدۂ توحید اسلام میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے جس کے بغیر کوئی عمل وعبادت بھی قبول نہیں۔اگر دین اسلام کو عمارت سے تشبیہ دی جائے تو عقیدۂ توحید اس عمارت کی بنیاد اورباقی احکام آبادی کی مانند ہونگے۔ جب کسی عمارت کی بنیاد سرے سے ہی نہ ہو یابنیاد تو ہو لیکن کمزور ہو تو اس پر اول تو آبادی ہو ہی نہیں سکتی اور اگر آبادی ہو بھی جائے تو ناپائیدار ہو گی جو زیادہ وقت تک باقی نہیں رہ سکے گی۔ اسی طرح جس کا عقیدۂ توحید کا نہ ہو یاعقیدۂ توحید مضبوط نہ ہو اس میں شرک بھی ساتھ ملا ہوا ہو

تو اس کے اعمال و عبادات بے فائدہ اور فضول ہیں۔ اس طرح کے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴾ (الفرقان : ۲۳)

یعنی جس شخص میں ایمان (عقیدۂ توحید) نہ ہو اور اعمال کرتا ہو اور اس پر بھروسہ کرتا ہو کہ یہ اعمال اس کے کام آئیں گے تو اللہ فرماتے ہیں کہ نہیں ہم ان اعمال کو اس طرح بے حقیقت کر کے اڑادیں گے جس طرح خاک کے ذرات ہوا میں ادھر اُدھر اڑ جایا کرتے ہیں کیونکہ وہ اعمال روحِ ایمان (توحید) سے خالی ہیں۔

اس لیے قرآن پاک میں جابجا اعمال کے حکم و بیان سے پہلے ایمان یعنی توحید کا حکم و بیان ہوتا ہے جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہے :

﴿ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ﴾ (البقرہ : ۸۲)

اور وہ لوگ جو ایمان لے آئیں ہیں توحید کو مان لیا ہے
اور نیک اعمال کرتے ہیں یہی لوگ جنتی ہیں۔

اسی طرح اکابر کے خطبوں میں عام طور پر یہ الفاظ ملتے ہیں :

يٰاَ يُّهَاالنَّاسُ وَحِّدُوْا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّوْحِيْدَ رَأْسُ الطَّاعَاتِ

اے لوگو! اللہ کو ایک مانو، بے شک توحید (اللہ پاک کو ایک ماننا)
تمام اطاعتوں، عبادتوں کی بنیاد ہے۔

جب عقیدۂ توحید کی اس قدر اہمیت ہے کہ وہ تمام احکامات و عبادات کا سرو بنیاد ہے تو یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ اس قدر اہمیت والی توحید کا مطلب کیا ہے ؟

توحید کا معنیٰ و مطلب :۔

توحید کا معنیٰ و مطلب سمجھنے کے لیے ابن حجرؒ کی یہ عبارت تقریباً کافی ہے۔ وہ فرماتے ہیں : اَلتَّوْحِيْدُ مَصْدَرُ وَحَّدَ يُوَحِّدُ وَمَعْنٰى وَحَدتُّ اللّٰهَ اِعْتَقَدْتُهٗ مُنْفَرِدًا بِذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا شَبِيْهَ (فتح الباری کتاب التوحید)

حاصل یہ ہے کہ انسان یہ حقیقت دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور افعال (کاموں) میں یکتا و یگانہ ہے اور ذات، صفات و افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں، اس کا نظیر شبیہ و مثل نہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

اَلتَّوْحِيْدُ لَيْسَ فِيْهِ رُؤْيَةُ الضُّرِّ وَالنَّفْعِ مِنْ اَحَدٍ (الفتح الربانی: ۱۹۸)

یعنی توحید یہ ہے کہ انسان کسی بھی مخلوق سے نفع و نقصان کا تصور نہ کرے (کسی سے نفع و نقصان کا عقیدہ نہ رکھے)۔

اس عبارت میں (احد) نکرہ سیاق نفی میں آیا ہے جو عمومیت کا فائدہ دیتا ہے۔ اس لحاظ سے احد لفظ عام ہے یعنی کوئی بھی مخلوق، غیر اللہ، خواہ وہ نوری ہو، ناری ہو یا خاکی، نبی ولی ہو کہ پیر فقیر، حجر شجر ہو کہ قبر، کسی سے بھی نفع و نقصان کے مالک ہونے کا عقیدہ نہ رکھا جائے اور نہ ان کو اللہ کے ذات، صفات و افعال میں شریک بنائے۔ بس یہی توحید ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات وافعال:

اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات و افعال میں واحد، یکتا ہے اور اس کے ساتھ اس میں کوئی بھی مخلوق شریک نہیں ہے۔

☆ اللہ خالق ہے۔ پیدا کرنے کی یہ صفت اللہ ہی کی ہے:

﴿ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ (رعد: ۱۶)

کہو کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق، پیدا کرنے والا، ہے۔

☆ اولاد دینے والا بھی اللہ ہی ہے:

﴿ يَخْلُقُ مَايَشَآئُط يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَا ٥ اَوْيُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ﴾ (شوریٰ: ۴۹)

اللہ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ جس کو چاہے بیٹیاں بخشتا ہے اور جس کو چاہے بیٹے بخشتا ہے یا

اُن کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اور جس کو چاہے بانجھ کر دیتا ہے۔

☆ زندہ کرنے اور مارنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

﴿ هُوَ يُحْيِ وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴾ (یونس : ۵۶)

وہی اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اُس کی طرف پھر جاؤ گے۔

☆ رازق اللہ ہے۔ یہ صفت بھی اللہ ہی کی ہے :

﴿ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ﴾ (العنکبوت : ۶۲)

اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہے اپنے بندوں میں سے۔

☆ مرض، بیماری سے شفا دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اللہ کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

﴿ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴾ (شعرآء : ۸۰)

اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو اللہ ہی مجھے شفا دیتا ہے۔

☆ تمام خیر و شر اور تکلیف و مصیبت دور کرنے والا اللہ ہی ہے :

﴿ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴾ (الانعام : ۶۴)

کہہ دو کہ تم کو نجات دیتا ہے اس (موجودہ تکلیف) سے اور (آئندہ کی) ہر سختی و تکلیف سے بھی، لیکن پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔

☆ اسی طرح خیر و بھلائی بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

﴿ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ﴾ (یونس : ۱۰۷)

اور اگر اللہ تجھ کو خیر پہنچانا چاہے تو کوئی پھیرنے والا نہیں اسکے فضل کو۔

بہر حال ان تمام صفات میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی بھی مخلوق نبی، ولی، پیر، فقیر شریک نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ط هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ط سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ (الروم : ۴۰)

اللہ وہ ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ پھر روزی دی ہے پھر مارے گا تمہیں، پھر زندہ کرے گا تمہیں۔ آیا تمہارے شرکاء میں سے کوئی ہے کہ کرے اللہ کے ان کاموں میں سے کوئی کام؟

یا اللہ کی ان صفات میں اللہ کے ساتھ شریک ہو؟ نہ نہ! پاک ہے اللہ شریکوں سے اور بالاتر ہے ان سے جو یہ لوگ شریک بناتے ہیں۔

☆ اللہ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا، اولاد دینے والا نہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ﴾ (الحج: ۷۳)

جن کو تم پکارتے ہو وہ تو ہرگز ایک (معمولی سی) مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ سارے جمع ہو جائیں۔

کوئی بھی ناری، نوری، خاکی، جن، فرشتہ، نبی، ولی قبر والا اولاد نہیں دے سکتا۔ یہ عقیدہ شرک کا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ فلاں نبی، ولی، پیر فقیر وغیرہ اولاد بیٹا، بیٹی دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَايَشَآءُ وَيَخْتَارُ ط مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ (القصص: ۶۸)

اور تیرا رب پیدا کرتا ہے اور چن لیتا ہے جسے چاہے، نہیں ہے مخلوق کے اختیار میں پیدا کرنا۔ اللہ پاک ہے اور بالاتر ہے ان سے جو یہ لوگ اللہ کے ساتھ اس میں شریک بناتے ہیں۔

ایک مشہور پیغمبر حضرت زکریاؑ کی اولاد نہیں تھی تو وہ اللہ ہی سے اولاد مانگتے ہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ حضرت زکریاؑ اس طرح اپنے رب سے مانگتے ہیں:

﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ج اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴾ (آل عمران: ۳۸)

اے میرے رب! مجھے اپنی طرف سے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کر، تو ہی دعا سننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى ﴾ (الانبیاء : ۹۰)

پھر ہم نے اُس کی دعا قبول کرلی اور اسے یحیٰ بیٹا دیا۔

دیکھو! پیغمبر ہے لیکن اپنے آپ کو اولاد دینے کا اختیار نہیں رکھتا بلکہ اللہ سے مانگتے ہیں تو پھر دوسروں کو دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

☆ اسی طرح رزق دینے والا بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں :

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ ﴾ (العنکبوت : ۱۷)

جن لوگوں کی تم عبادت کرتے ہو، پکارتے ہو، اللہ کے سواوہ تو تمہیں رزق دینے کے مالک نہیں، اختیار نہیں رکھتے، بس رزق تو اللہ تعالیٰ سے مانگو، اللہ کے ہاں ڈھونڈو۔

☆ تکلیف، مصیبت اور بیماری دور کرنے والا بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں، نبی، ولی، پیر، فقیر کوئی بھی یہ اختیار نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ ﴾ (الانعام : ۱۷)

اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی مصیبت، تکلیف، بیماری یا سختی پہنچائے تو کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں (کہ اس تکلیف بیماری کو دور کرسکے)۔

ایک پیغمبر حضرت ایوبؑ خود بیمار ہو گئے تو اپنی بیماری کو دور کرنے کے لئے، شفا حاصل کرنے کے لیے اللہ کو پکارتے ہیں :

﴿ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾ (الانبیاء : ۸۳)

اور (یاد کر) ایوبؑ (کو) جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے اللہ! مجھے تکلیف، بیماری پہنچ گئی ہے اور تو سب رحم والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ ﴾ (الانبیاء : ۸۴)

پھر ہم نے اُس کی فریاد کو سن لیا، اُس کی دعا قبول کرلی،

پس اس سے اس کی تکلیف (بیماری) دور کر دی۔

جب ایک نبی اپنی تکلیف اور بیماری دور کرنے میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے تو ولی بطریق اولی اللہ کا محتاج ہو گا اور جو خود محتاج ہیں بھلا وہ دوسروں سے کیا تکلیف و مصیبت اور بیماری دور کریں گے۔

؎ جو خود محتاج ہوے دوسروں کا بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا!

☆ غرق ہونے اور ڈوبنے سے بچانے والا بھی اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی نہیں۔ مشرک اور جاہل لوگ کہتے ہیں "بہاؤ الحق بیڑا دھک" اور اسی طرح مشہور کیا گیا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے بارہ سال کا ڈوبا ہوا بیڑا پار لگایا دیا تھا۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴾ (یٰس ۳۶:۴۳)

اور اگر ہم ان کو غرق کر دیں، دریا میں ڈبو دیں تو کوئی (نبی، ولی، پیر، فقیر) نہیں کہ ان کو بچائے، ان کا بیڑا پار کر دے۔

اللہ تعالیٰ کے ایک مقرب نبی حضرت یونس علیہ السلام دریا میں ڈوب گئے، مچھلی کے پیٹ میں ہیں اور خلاصی کا کوئی راستہ نہیں، نہ خود ہی اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں۔ اس وقت مچھلی کے پیٹ میں دریا کے اندر سے اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں :

﴿ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ صلے اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (الانبیاء :۸۷)

پس وہ تہ در تہ اندھیروں میں پکارے کہ اے اللہ! تیرے سوا میرے لیے بچنے کی کوئی صورت نہیں، تو ہی دریا سے بچانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ط وَكَذٰلِكَ نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الانبیاء :۸۸)

ہم نے اس کی فریاد سن لی اور ہم نے اسے اس غم (دریا) سے نجات دی۔

اسی طرح ہم ہی مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔

پس کوئی اور بچانے والا، بیڑا پار کرنے والا اور ڈوبتی ہوئی کشتی کنارے لگانے والا نہیں۔ مختصر یہ کہ تمام انبیاءؑ نے اپنی تکالیف و مصائب میں اللہ تعالیٰ کو پکارا ہے اور اسی سے مدد مانگی ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنی کتاب قرآن مجید میں تمام انبیاءؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ط وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴾

(الانبیاء :۹۰)

یہ تمام انبیاء نیکیوں میں سبقت کرتے تھے اور خوشی ہو یا تکلیف،

ہر حال میں ہم (اللہ) ہی کو پکارتے تھے اور ہمارے آگے عاجز تھے۔

جب انبیاءؑ کے پاس اپنی تکالیف دور کرنے کا اختیار بھی نہیں تھا تو پھر دوسروں سے دور کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کا اپنا درجہ و شان ہے، نبی کو نبوت اور ولی کو ولایت کی حد تک ماننا اور عزت کرنا ہو گا۔ شریعت نے یہ اجازت کسی کو نہیں دی کہ وہ کسی نبی یا ولی کو اپنے درجے سے اونچا کر کے خدائی کے درجے تک پہنچادے بلکہ حدیث میں آتا ہے:

﴿ اَنْزِلِ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ ﴾

لوگوں کو اپنا اپنا درجہ دو یعنی کسی کو اپنے درجے و مرتبے سے

زیادہ یا کم نہ کرو بلکہ اپنے مرتبے پر رکھو۔

؎ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

لیکن یہ قوم مسئلہ توحید کو سننے اور سمجھنے کے لئے تیار ہی نہیں۔ بقول شاعر

؎ بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے

ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے

یہ تو یہود و نصاریٰ کا شیوہ ہے کہ انھوں نے اپنے انبیاءؑ اور نیک لوگوں کو

اپنے مرتبے سے اتنا اوپر اٹھایا اور ان کی عزت و شان میں اتنا مبالغہ کیا کہ خدائی کے درجے تک پہنچا کر ان کو حاجت روا سمجھ کر پکارنے لگے:

رسول اللہ ﷺ ان کے اس قبیح فعل پر لعن طعن کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِهِمْ مَسَاجِدَ ﴾

اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا، اور

﴿ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَيْهِ مَسْجِدًا ﴾

جب ان میں کوئی نیک مرد مر جاتا تو اس پر قبہ بنا دیتے تھے۔

لیکن افسوس آج یہود و نصاریٰ کے یہ شرکیہ افعال مسلمانوں میں عروج پر ہیں۔

اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس خوف سے کہ میری امت یہ یہودیوں کا شیوہ اختیار نہ کر لے، اپنی امت کو متنبہ کرتے ہوئے یہ دعاء فرمائی:

﴿ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا يُّعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِهِمْ مَسَاجِدَ ﴾ (مؤطا مالک)

اے اللہ! میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنانا۔ اللہ کا سخت غضب ہوا ہے اس قوم پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہے۔

ایک دفعہ بعض صحابہؓ سے نبی ﷺ کے اظہار عظمت و عقیدت میں کچھ بے اعتدالی اور لغزش ہو گئی تو آپ ﷺ نے سختی سے تنبیہ فرمائی اور ارشاد فرمایا:

﴿ لَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ مَا اُحِبُّ اَنْ تَرْفَعُوْنِیْ فَوْقَ مَنْزِلَتِیْ الَّتِیْ اَنْزَلَنِیَ اللّٰهُ ﴾ (کنز العمال)

لوگو! تمہیں شیطان گمراہ نہ کر دے، میں عبد اللہ کا بیٹا محمد ﷺ ہوں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول، مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ تم مجھے میرے اس مرتبے سے اوپر اٹھاؤ جہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے رکھا ہے۔

یہی ہے توحید کا مفہوم کہ ہر ایک کو اپنے اپنے مرتبے و درجے پر رکھ کر ان

کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذات، صفات اور اسماء و افعال میں شریک نہ کیا جائے اور ایک اللہ کو واحد لاشریک مانا جائے۔

توحید اور انعامات ربّانی :

عقیدہ توحید کو ماننے اور اختیار کرنے کے بہت زیادہ دنیاوی اور اخروی انعامات اور فوائد ہیں جو خود قرآن پاک میں مذکور ہیں۔ سورۃ ھود ۲، ۳ میں اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے مسئلہ توحید کا بیان کراتے ہیں کہ :

﴿ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ط اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ ﴾ (ھود : ۲)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی عبادت (بندگی) مت کرو اور میں محمد ﷺ اللہ کی طرف سے تمہارے لیے ڈرانے اور خوشخبری دینے والا ہوں۔

تو اس مسئلہ توحید (ایک اللہ کی بندگی اور عبادت) کو مان لو اور

﴿ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ ﴾ (ھود : ۳)

اپنے کئے ہوئے جرم (شرک) کی معافی مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو۔

تو اللہ تعالیٰ تم پر دو قسم کے انعامات کرے گا :

ایک دنیاوی : ﴿ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّى ﴾ (ھود : ۳)

وہ تم کو ایک وقت مقرر تک (دنیا میں) عمدہ فائدہ دیگا۔

دوسرا اخروی : ﴿ وَّیُؤْتِ كُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ﴾ (ھود : ۳)

ہر فضل والے (صاحب توحید) کو اس کی توحید کا بدلہ دے گا۔

سورۃ محمد : ۲ میں ہے :

﴿ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ﴾

اور وہ لوگ جو ایمان لائے (توحید کو مان لیا) اور نیک عمل کرتے رہے اور وہ کتاب (قرآن) جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے اسے مانتے رہے جو انکے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔

تو اس قرآن اور توحید کے ماننے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان مؤحدین کو یہ فائدہ دے گا کہ :

﴿ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴾ (محمد : ۲)

ایک تو ان سے ان کے گناہ معاف کرے گا، یا سیئات سے مراد دنیاوی تکالیف دور کرے گا، اور دوسرے یہ کہ اُن کی حالت سنوار دے گا۔

عقیدہ توحید کے ماننے سے دنیاوی تکالیف اور پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں اور انسان کی حالت دُرست ہو جاتی ہے۔ سورۃ نوح :۱۰ میں عقیدہ توحید کے انعامات، احسانات اور فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے نوحؑ اپنی قوم سے اس طرح مخاطب ہیں کہ :

﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴾

نوحؑ نے کہا کہ اپنے پرودگار سے اپنے کیے ہوئے شرک کی معافی مانگو، شرک چھوڑ دو، وہ تو بڑا ہی معاف کرنے والا ہے۔

شرک کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے سے اللہ تعالیٰ تمہیں طرح طرح کے انعامات سے نوازے گا، مثلاً :

﴿ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴾ (نوح : ۱۱)

تم پر آسمان سے بارش برسائے گا، یعنی قحط سالی دور ہو جائے گی۔ اور

﴿ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴾ (نوح : ۱۲)

تمہیں توحید کی خاطر مال و دولت اور بیٹے دے گا، تمہیں باغات عطا کریگا اور ان میں تمہارے لیے نہریں بہادے گا۔

یہ ہیں عقیدہ توحید کے ماننے کے فوائد اور انعامات۔ آج کل جتنی بھی تکالیف اور پریشانیوں کا ہر طرف سے واویلا اور فریاد ہے، قحط سالی، اولاد کی نافرمانی الغرض ہر قسم کی پریشانی ہے تو وجہ یہ ہے کہ آج انسان نے اپنے رب کی توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کر لیا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ارشاد ہے کہ :

﴿ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ ﴾ (روم :۴۱)

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے۔

ان تمام پریشانیوں اور فساد کا حل اللہ تعالیٰ کی توحید کو ماننا ہی ہے۔ لیکن اگر آج کوئی بندہ خدا رب کی توحید کو ماننا یا بیان کرتا ہے تو مشرک لوگ منکر اور مخالف ہو جاتے ہیں۔ اور جب توحید بیان ہوتی ہے تو انہیں توحید کا بیان برا لگتا ہے۔

جیسا کہ قرآن میں ہے :

﴿ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴾ (بنی اسرائیل :۴۶)

ترجمہ: اور جب تم اپنے رب کی توحید قرآن سے بیان کرتے ہو تو یہ لوگ (توحید کے منکر) اس سے نفرت کرتے ہوئے اپنی پیٹھ پر بھاگتے ہیں ۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے :

﴿ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴾ (الزمر : ۴۵)

اور جب اللہ کی توحید، اللہ کی وحدانیت بیان ہوتی ہے تو نفرت کرتے ہیں اس سے دل ان لوگوں کے جو اخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جب اللہ کے سواء اوروں کا ذکر ہوتا ہے (کہ وہ بھی کر سکتے ہیں، وہ بھی اللہ کے ساتھ ان صفات وافعال میں حصہ دار ہیں) تو اس پر خوش ہوتے ہیں۔ یہ ہے مشرکین کا حال کہ اللہ کی توحید سے متنفر اور مخالف ہیں۔ اور توحید کا بیان ان پر گراں گزرتا ہے۔

شرک کی حقیقت

شرک کی یہی حقیقت ہے کہ اللہ کی ذات، اسماء و صفات اور افعال (کاموں) میں اللہ کے ساتھ اوروں (مخلوق) کو شریک کیا جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں :

﴿ وَالشِّرْكُ اَنْ يُّثْبَتَ لِغَيْرِ اللّٰهِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى شَيْئًا مِنْ صِفَاتِهِ الْمُخْتَصَّةِ بِهٖ ﴾

شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ (اللہ کی خاص صفات) میں سے کوئی صفت غیر اللہ کے لئے ثابت کی جائے، ان میں مان لی جائے۔

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ شرک کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی کے ٹھہرائے ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنا جیسے سجدہ کرنا ،اس کے نام کا جانور کرنا، اس کی منت ماننا، مشکل کے وقت پکارنا، ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت، تصرف ثابت کرنا ہو، ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسکی مخلوق اور اسی کا بندہ، اس بات میں اولیاء اور انبیاء، جن اور شیطان میں، بھوت اور پری میں کچھ فرق نہیں۔ یعنی جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جائے گا خواہ انبیاء و اولیاء سے خواہ پیروں اور شہیدوں سے، خواہ بھوت اور پری سے۔ (مختصر تقویۃ الایمان ۲۸)

ان عبارات سے یہ بات صاف ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کی صفات و افعال کو کسی نبی ،ولی، بزرگ، پیر فقیر، پری بھوت میں ماننا، اللہ کی تعظیم و عبادت اس مخلوق کے واسطے کرنا یعنی رکوع ، سجدہ یا طواف کرنا اور اس کے نام پر نذر و نیاز دینا یا منت ماننا، اسے مشکلات میں غائبانہ پکارنا اور عالم الغیب و متصرف ماننا، یہ سب شرک ہے۔

مشرک اور شرک کی مثال :

مشرک کا عقیدہ کسی ٹھوس بنیاد پر نہیں ہوتا۔ بلکہ من گھڑت اور بے بنیاد ہوتا ہے۔ مگر مشرک اسے ہی اپنی معراج خیال کرتا ہے۔ اسی طرح زندگی بسر کر دیتا ہے اور اسے کبھی ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ مشرک کی مثال اللہ نے یوں بیان فرمائی ہے :

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًاط وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (العنکبوت : ۴۱)

" جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ حمایتی پکڑے ہیں ان کی مثال تو مکڑے کی سی ہے جو گھر بنالیتا ہے اور کمزور ترین گھر مکڑے کا ہوتا ہے۔ کاش کہ پہچان لیں۔"

غور فرمائیں! جس طرح مکڑا اپنے ہی اندر سے لیسدار لعاب نکال کر جالا بنا تا ہے، اسی طرح مشرک بھی اپنے اندر ہی سے خیالات کا تانا بانا بنا کر ایک عقیدہ گھڑ لیتا ہے۔ جس طرح مکڑا اس کمزور ترین گھر میں بیٹھ کر سمجھتا ہے کہ وہ ایک مضبوط ترین قلعے میں رہ رہا ہے، اسی طرح ایک مشرک بھی اپنے من گھڑت خداؤں کے تانے بانے میں بیٹھ کر سمجھتا ہے کہ مضبوط قلعے کی دیواروں کی طرح وہ اس کے پشت پناہ ہیں۔ مکڑے کے جالے کے چاروں طرف ایک ایک تار گیا ہوتا ہے جس سے یہ جالا جکڑا ہوا ہوتا ہے اور اس کا خیال ہوتا ہے کہ اگر کوئی تکلیف آئے یا دشمن مثلاً چھپکلی وغیرہ ایک راستے سے آئے جائے تو میں اس دوسرے راستے سے نکل کر بچ سکوں گا اور اگر دشمن دوسرے راستے سے آجائے تو تیسرے سے چلا جاؤنگا، اسی طرح مشرک نے بھی اپنے خیال میں مشکلات اور بلیات سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے مختلف در اور درگاہ "الہ" معبود مقرر کیے ہوتے ہیں کہ اگر بیماری آجائے تو فلاں درگاہ پر جاؤنگا، اگر اولاد نہ ہو تو فلاں پیر سے مانگونگا اور اگر مال و دولت کی ضرورت ہو تو فلاں بابا دے گا۔

لیکن جس طرح ایک مکڑے کا جالا دامن کے ایک جھٹکے یا ہوا کے ایک جھونکے سے نیست و نابود ہو جاتا ہے اسی طرح تقدیر کا ایک ہی جھٹکا آنے سے مشرک

کے من گھڑت عقائد وخیالات کا یہ قلعہ زمین بوس ہو جاتا ہے اور تکلیف و مصیبت کے وقت کوئی الہ و معبود، پیرو فقیر اور بابا کام نہیں آتا ۔

ایک دوسری مثال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا :

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗط اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ط وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴾

(الحج : ۷۳،۷۴)

” اے لوگو ! تمہارے لئے ایک مثال پیش کی جاتی ہے، اسے غور سے سنو ! اللہ کے علاوہ جس کو بھی تم پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگر چہ وہ سارے بھی اس کام کے لئے جمع ہو جائیں۔ (بلکہ وہ تو اس قدر بے بس ہیں کہ) اگر ان سے مکھی کچھ چھین کر لے جائے تو وہ اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ مانگنے والا بڑا ہی کمزور اور جس سے مانگا جارہا ہے وہ بڑا ہی بے بس ہے۔ لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہیں جانی۔ وہ صاحب قدرت اور غالب ہے ۔“

مشرک کا عقیدہ ہوتا ہے کہ اس کا خود ساختہ الہ اولاد بیٹا، بیٹی دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر رد کرتے ہو فرمایا کہ بیٹا بیٹی دنیا تو بڑی بات ہے، وہ تو ناقص الخلقت مخلوق کو بھی پیدا نہیں کر سکتا، پیدا کرنا تو در کنار اگر یہ مکھی تمہارے کسی خود ساختہ الہ کی درگاہ پر پڑی ہوئی نذر و نیاز، حلوہ اور شیرینی سے کچھ اٹھا کر لے جائے تو وہ تمہارا خود ساختہ حاجت روا اولاد دینے والا اس مکھی سے وہ اپنی چھینی ہوئی چیز بھی واپس نہیں لے سکتا، تمہیں اولاد بیٹا بیٹی کیا دے گا!

؎ صنم کدہ ہے جہاں اور مرد حق ہے خلیل

یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا الہ میں ہے

غیر اللہ کو غائبانہ چیخ و پکار کرنا مثلاً یا علی مدد، یا رسول اللہ، یا شیخ عبد القادر

جیلانی، یا معین الدین چشتی، یا پیر بابا، یا غوث الاعظم، یا داتا وغیرہ کہنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ط وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ط وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴾ (الرعد : ۱۴)

"اسی کو پکارنا ہی حق ہے۔ جن کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی کوئی دعا قبول نہیں کر سکتے۔ (ان کی مثال اس پیاسے کی سی ہے) جو اپنے ہاتھ پانی کی طرف پھیلا رکھے تاکہ وہ اس کے منہ میں آپہنچے۔ کافروں کی دعا گمراہی میں چلی جاتی ہے۔"

یہاں ایک تمثیل سے سمجھایا کہ مشرکین جن معبودان باطلہ کو پکارتے ہیں ان کو پکارنا اور ان سے حاجت پوری کرنے کی استدعاء کرنا بالکل بے سود اور رائیگاں ہے۔ غیر اللہ کو پکارنے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک پیاسا کنویں کے کنارے پر کھڑا ہو کر پانی کو ہاتھ سے اشارہ کر کے اپنی طرف بلائے تاکہ پانی خود بخود اسکے منہ میں پہنچ کر اسکی پیاس بجھادے، بعینہ یہی حال مشرک کا ہے۔ جس طرح پانی کو بلانا بے فائدہ ہے اسی طرح غیر اللہ (قبر والے) کو حاجات و مشکلات میں پکارنا بے سود ہے۔ جس طرح پانی میں بلانے والے کی آواز کا شعور نہیں اور نہ اس کی ضرورت وحاجت کا احساس ہے اسی طرح معبودان باطلہ اور اہل قبور بھی اپنے پکارنے والوں کی پکار اور ان کی حاجات و مصائب سے بے خبر ہیں۔ جس طرح کنویں پر ڈول نہیں اور نہ ڈول میں رسی ہے اسی طرح مردے میں حاجت پوری کرنے کی قدرت اور روح والی رسی نہیں ہے۔

﴿ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْتَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴾ (الحج : ۳۱)

اور جو شخص (کسی کو) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے تو وہ گویا ایسا ہے جیسے آسمان

سے گر پڑے پھر اس کو پرندے اچک لے جائیں یا ہوا کسی دور جگہ اڑا کر پھینک دے۔

اس مثال کے ذریعہ شرک کی تباہ کاری اور مشرک کی بربادی کا بیان فرمایا کہ مشرک کا حال ایسا ہے جیسے کوئی شخص آسمان سے گر پڑے اور شکاری پرندے اسکی بوٹیاں نوچ لیں یا ہوا اڑا کر اسے کسی بہت گہرے کھڈ میں جا پھنکے جہاں اُس کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

اس تمثیل میں ایمان اور توحید کو آسمان سے اور شرک کرنے کو آسمان سے گرنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور شکاری پرندوں سے شرک کے افکار و خیالات باطلہ اور اہواء نفسانیہ مراد ہیں اور ہوا سے مراد شیطان ہے۔ یعنی جو شخص شرک کر کے ایمان اور توحید کے بلند ترین مقام سے خود کو گراتا ہے وہ کسی صورت میں بچ نہیں سکتا، یا تو امانی و آرزوہائے باطلہ اور خیالات فاسدہ کے خونخوار پرندے اس کو بوٹیاں نوچ لینگے اور اس کی عقل و فکر کو اس طرح معطل کر دینگے کہ وہ سوچنے اور سمجھنے کی توفیق سے محروم ہو جائے گا یا پھر شیطان تیز ہوا کے جھکڑ کی طرح اسے اڑا کر صراط مستقیم یعنی توحید سے کہیں دور لے جا کر پھینک دے گا۔

شرک کی قباحت :۔

شرک کرنا سب گناہوں اور برائیوں سے بڑا گناہ اور برائی ہے۔ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

﴿ يٰبُنَىَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ط اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ (لقمان : ۱۳)

اے میرے بیٹے ! اللہ کے ساتھ شریک نہ بناؤ۔ بے شک
شرک (اللہ کے ساتھ شریک بنانا) بڑا ظلم اور گناہ ہے۔

شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر ایک بندہ شرک سے توبہ کئے بغیر، شرک کو چھوڑے بغیر، مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کا یہ جرم و گناہ ہرگز معاف نہیں کرتا۔ قرآن کا ارشاد ہے :

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾ (النساء : ۱۱۶)

بے شک اللہ شرک معاف نہیں کرتا اور شرک کے سوا معاف کرتا ہے جس کو جو چاہے
ایک جگہ ارشاد ہے :
﴿ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ ﴾ (المائدہ : ۷۲)
بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا (شرک کیا) اس پر اللہ نے جنت حرام کردی ہے اور اسکا ٹھکانا جہنم ہے۔

؎ خبر قرآن میں ہے یہ محقق نہ بخشے گا خدا مشرک کو مطلق

یعنی جس نے شرک کیا وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ وہ کبھی بھی جہنم سے نکل کر جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کا جہنم سے نکلنا ایسا محال (ناممکن) ہے۔

﴿ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ﴾ (الاعراف : ۴۰)
جس طرح سوئی کے ناکے میں (دھاگے کی بجائے) اونٹ داخل ہونا محال ہے۔

شرک عقیدے کا کینسر ہے اور اس کے جراثیم کینسر جیسے خطرناک وزہریلے ہیں۔ جس طرح جسمانی کینسر انسان کو ختم کر کے ہی چھوڑتا ہے اسی طرح یہ روحانی کینسر (شرک) تمام اعمال و عبادات کو کھا کر، حبط کر کے، انسان کو جہنم رسید کر کے چھوڑتا ہے۔ شرک کرنے سے تمام نیک اعمال حبط و ضائع ہو جاتے ہیں۔ اگر ایک عابد، عبادت گزار، نیک آدمی غیر اللہ کو پکارے، اسے رکوع، سجدہ کرے، اس کے نام کی نذر و نیاز مانے تو اس شرک کی وجہ سے اس کے تمام عبادات و اعمال اور نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

یہ اس قدر بڑا گناہ ہے کہ عام انسان تو درکنار بالفرض اگر نبی یا ولی بھی شرک کریں تو ان کے بھی اعمال اللہ کے ہاں مقبول نہیں۔ قرآن پاک میں اٹھارہ انبیاءؑ کے نام لے کر باقی تمام انبیاءؑ کا اجمالی ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (الانعام : ۸۹)

بالفرض (بفرض محال) یہ انبیاءؑ کی بہترین جماعت بھی اگر
شرک کرتے تو ان کے اعمال بھی حبط ، ضائع ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ حضرت نبی کریم ﷺ کو بطور خاص خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ :

﴿ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ ﴾ (الزمر : ۶۵)

اگر بالفرض تم نے بھی شرک کیا تو تمہارے اعمال بھی ضائع ہو جائیں گے۔

نبی کریم ﷺ سے شرک کا صدور نا ممکن ہے کیونکہ وہ توحید ہی کے لیے بھیجے گئے ہیں لیکن ان آیات میں صرف امت کو یہ سمجھانا مقصود ہے کہ شرک کرنا بڑا ظلم ہے اور مشرک انسان، خواہ کوئی بھی ہو، کسی بھی مرتبے اور مقام کا مالک ہو اور کسی کی بھی اولاد ہو یا کسی کو بھی ماننے والا ہو، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بخشش خداوندی سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ اتنی قبیح چیز ہے کہ اے امتیو ! تم تو درکنار اگر بالفرض پیغمبروں سے بھی اس کا صدور ہوتا، اگرچہ ہوتا نہیں، تو ان کے اعمال بھی ضائع ہو جاتے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ :

﴿ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئاً دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴾
(مشکوٰۃ)

جو شخص مر جائے اور اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہو تو وہ جہنم میں جائیگا اور جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

اسی لیے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت معاویہؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ :

﴿ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئاً وَاِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِّقْتَ ﴾ (مشکوٰۃ)

تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تم قتل کر دیے جاؤ یا جلا دیے جاؤ۔

شرک کی اقسام :

شرک کی قباحت جان لینے کے بعد اس کی اقسام کو بھی سمجھ لیناضروری ہے۔

شرک کی اقسام بہت زیادہ ہیں اور ان میں کوئی خاص حصر نہیں۔ اگر بعض کا بعض میں اندراج ملحوظ رکھیں تو اقسام کم ورنہ زیادہ ہوں گی۔

مولانا احمد دین بگویؒ تلمیذ شاہ اسحٰق دھلویؒ نے اپنی کتاب " دلیل المشرکین " میں شرک کی مندرجہ ذیل اقسام اور قرآنی آیات سے ان کا ردبیان کیا ہے :

(۱) شرك في الذات (اللہ کے ساتھ ذات میں شرک) :

﴿ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ج اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴾ (النحل : ۵۱)

اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ دو معبود نہ بناؤ، بے شک معبود وہی ایک ہے تو مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

(۲) شرك في العلم (اللہ کے ساتھ علم میں شرک) :

﴿ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴾ (النمل : ۶۵)

کہہ دو کہ جو لوگ اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کی باتیں نہیں جانتے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کب (زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے۔

(۳) شرك في المشيئت (اللہ کے ساتھ ارادے اور چاہت میں شرک) :

﴿ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ط يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ج وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ط اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴾ (الشوریٰ : ۴۹،۵۰)

تمام آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے۔ وہ تو جاننے والا اور قدرت والا ہے۔

(٤) شرك فی التصرف (اختیار میں شرک):

﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

(آل عمران : ٢٦)

کہو کہ اے اللہ! اے بادشاہی کے مالک! تو جس کو چاہے (دنیا کی) بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کردے، ہر طرح کی خیر (اور شر) تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے (یعنی یہ تمام اختیار و تصرف صرف تمہارا ہے)۔

(٥) شرك فی القدرت (قدرت وطاقت میں شرک):

﴿ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰی اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ﴾ (الانعام : ٦٥)

کہو کہ وہ اللہ اس بات پر قادر ہے، قدرت رکھتا ہے، کہ تم پر اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں فرقہ فرقہ کردے اور ایک کو دوسرے (سے لڑا کر آپس) کی لڑائی کا مزا چکھادے۔

(٦) شرك فی العبادت (عبادت (بندگی) میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک):

﴿قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ ﴾

(آل عمران : ٦٤)

کہہ دو کہ اے اہل کتاب! جو بات ہمارے اور تمہارے دونوں کے درمیان یکساں (تسلیم) ہے اس کی طرف آؤ! وہ یہ کہ اللہ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں۔

(٧) شرك فی النذر (یعنی اللہ کے سواء کسی اور کے نام کی نذر و منت ماننا):

﴿ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ﴾ (الانعام : ١٣٧)

اور یہ (مشرک لوگ) اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی چیزوں یعنی کھیتی اور چوپایوں میں اللہ کا بھی ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اور اپنے خیال باطل سے کہتے ہیں کہ یہ حصہ تو اللہ کا اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے۔

(۸) شرك في التسمية (اولاد کے نام رکھنے میں شرک جیسے عبدالرسول، حسین بخش وغیرہ) :

﴿ فَلَمَّا اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ج فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾

(الاعراف : ۱۹۰)

جب اللہ ان کو صحیح وسالم بچہ دیتا ہے تو وہ اس بچے میں، جو وہ انکو دیتا ہے۔ اسکا شریک مقرر کرتے ہیں (یعنی یہ بچہ فلان ولی بزرگ نے دے دیا ہے) اور جو وہ شرک کرتے ہیں اللہ کا رتبہ اس سے بلند ہے۔

(۹) شرك في الذبح (ذبح میں شرک) :

﴿ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ﴾

(البقرہ : ۱۷۳)

بے شک تم پر مرا ہوا جانور، لہو، سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے حرام کر دیا ہے۔

(۱۰) شرك في التاثير (اثر کرنے میں شرک یعنی اللہ کے سوا کسی اور کو مؤثر ماننا) :

﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ط وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (الانعام : ۱۷)

اور اگر اللہ تم کو کوئی سختی پہنچائے تو اسکے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر نعمت و راحت عطا کرے (تو کوئی اس کو روکنے والا نہیں) کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۱۱) شرك في الاستعانت (مدد مانگنے میں شرک) :

﴿ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ج وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ

مِّنْ بَعْدِهٖ ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾ (آل عمران : ۱۶۰)

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہی تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کر سکے ! اور مؤمنوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔

(۱۲) شرك فى النداء (پکار میں شرک) :

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ج

فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (یونس : ۱۰۶)

اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو مت پکارو جو نہ تمہارا کچھ بھلا کر سکے اور نہ بگاڑ سکے۔ اگر ایسا کرو گے تو ظالموں (مشرکوں) میں سے ہو جاؤ گے۔

(۱۳) شرك فى الاخبار (یعنی کاھن اور نجومی وغیرہ کی خبروں کی تصدیق کرنا)۔

اسی طرح شاہ ولی اللہؒ نے تفہیمات الٰہیہ میں شرک کے چند مصداقات ذکر کیے ہیں مثلاً۔ (۱) فوت شدہ شخصیات کی بندگی کرنا (۲) مریض کی شفایابی کی نسبت حقیقتاً غیر اللہ کی طرف کرنا (۳) بچے کی پیدائش کو کسی اور کی طرف منسوب کرنا (۴) کسی سے (مافوق الاسباب) رزق وغیرہ مانگنا۔

شاہ عبد القادرؒ نے موضح القرآن میں کہا ہے کہ شرک یہ ہے کہ (۵) ہمارا بھلا برا کرنا کسی کے اختیار میں ہے (۶) کسی چیز کو سجدہ کرنا (۷) اور مختار جان کر کسی سے حاجت مانگنا۔

اس کے علاوہ شرک کی اقسام پر بحث کرتے ہوئے شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں شرک کی ایک قسم یہ بتائی ہے کہ :

(۸) اپنے علماء اور بزرگوں کو اللہ کے سوا اپنا حاکم اور پروردگار بنانا (شرک فی الحکم، یعنی اللہ کے مقابلے میں غیر کی بات اور حکم ماننا)۔

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ (التوبہ : ۳۱)

ان لوگوں نے اپنے علماء اور مشائخ (پیروں)

کو اللہ کے سوا اپنا رب (حاکم و شارع) بنالیا ہے۔

مفتی اعظم ہند مولانا محمد کفایت اللہ دہلویؒ نے تعلیم الاسلام میں

(۹) شرك فی السمع و البصر (کسی پیغمبر یا ولی کو دور و نزدیک سے اللہ تعالیٰ کی طرح دیکھنے اور سننے والا سمجھنا) کو بھی اقسام شرک میں گنوایا ہے۔

ان تمام اشراک اور شرک فی الذات کے علاوہ اور اشراک بھی ہیں مثلاً :

(۱۰) شرك فی الصفات (اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شرک کرنا) :

(یہ شرک پہلی اقسام میں جزوی طور پر گزر چکا ہے۔)

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ط هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ط سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴾ (الروم : ۴۰)

اللہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا، پھر اس نے تم کو رزق دیا، پھر وہی تم کو (وقت آنے پر) موت دے گا اور اس کے بعد وہی تم کو پیدا کرے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کر سکے (یعنی ان صفات کو کوئی مالک ہے ؟) نہیں پاک ہے اللہ اور برتر ہے ان سے جو یہ لوگ شریک بناتے ہیں۔

(۱۱) شرك فی الاسماء (اللہ کے ناموں میں شرک۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا نام کسی مخلوق کو دینا) :

﴿ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا ص وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَآئِهٖط سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴾ (الاعراف : ۱۸۰)

اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اچھے اچھے نام، تو اس کو ان ناموں سے پکارا کرو اور جو لوگ اسکے ناموں میں کجی اختیار کرتے ہیں (یعنی وہ نام دوسروں کے لیے رکھتے ہیں) انکو چھوڑ دو۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں عنقریب اسکی سزا پالینگے۔

(۱۲) شرك فی الالوهیت (خدائی میں شرک) :

﴿ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴾ (المائدہ : ۷۳)

اور کوئی الٰہ (معبود) نہیں ہے اس یکتا الٰہ کے سوا۔

(۱۳) شرك فى الربوبيت   (ربو بیت میں شرک) :

﴿ وَلَايَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ط

اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ (آل عمران ۸۰)

اور نہ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو ارباب (رب) بنالو،

بھلا جب تم مسلمان ہو چکے تو کیا اسے زیبا ہے کہ تمہیں کافر ہونے کو کہے۔

(۱۴) شرك فى الشرع اوالتشريع   (حکم یا شرع بنانے میں شرک) :

اسکے دو اجزاء ہیں :

(ا) شرك فى التحليل والتحريم :۔ اللہ کے مقابلے میں اپنی طرف سے حرام و حلال بنانا یعنی بغیر دلیل شرع کے کسی پیر، استاد وغیرہ کی اپنی طرف سے حرام کردہ و حلال کردہ میں تابعداری کرنا، جو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ اور حلال کیے کے خلاف ہو ۔مثلا اللہ تعالیٰ نے جو لباس، خوراک، جانور حلال کیے ہیں ان کو [illegible] استاد یا پیر نے یہ چیزیں منع کی ہیں وغیرہ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ لِمَ يَكْفُرْ ﴾

﴿ لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ ﴾ (المائدہ: ۸۷) کنزالدقائق

(مومنو!) جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ کرو۔

(ب) شرك فى الحكم والقانون :۔ یہ کہ انسان اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی دوسرے کی اطاعت کرے اور اللہ کے احکامات و قوانین کو چھوڑ کر غیر یعنی طاغوت کے حکم اور قانون پر عمل پیرا ہو جائے اور ان کو اپنا حقیقی حاکم و فیصلہ کرنے والا مانے ۔حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ (المائدہ: ۴۴)

اور جو اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق

حکم نہ دے، فیصلہ نہ کرے، تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔

شاہ عبدالقادر دھلویؒ موضع القرآن میں لکھتے ہیں کہ :

شرک فقط یہی نہیں کہ کسی کو سوائے خدا کے پوجے بلکہ شرک حکم میں ہے کہ اور کا مطیع ہووے۔ (موضح القرآن تحت انعام : ۱۲۲)

حاکمیت مطلقہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اس میں کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح سے قانون بنانے کا حق بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے تو فیصلہ اور قانون اللہ ور سول کا ماننا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ﴾ (یوسف : ۴۰)

حکم وفیصلہ نہیں مگر اللہ تعالیٰ کا۔

ہمارے اکابرین و مشائخ اشاعت التوحید والسنہ نے فہم میں آسانی کی خاطر اندراج کو ملحوظ رکھتے ہوئے شرک کی دو بڑی قسمیں بیان کی ہیں :

(۱) شرک اعتقادی یعنی عقیدے میں شرک۔

(۲) شرک عملی یعنی عمل وعادت میں شرک۔

پھر شرک اعتقادی کی چار قسمیں ہیں :

ا : شرک فی العلم ب : شرک فی التصرف ج : شرک فی الدعاء د : شرک فی العبادت۔

(ا) شرک فی العلم :۔

کسی بھی مخلوق نبی، ولی پیر فقیر، جن پری یا فرشتہ کو اللہ تعالیٰ کی طرح عالم الغیب سمجھا جائے کہ وہ بھی بغیر اسباب ظاہری کے اللہ تعالیٰ کی طرح ہر کسی کے حال سے خبر دار، لوگوں کے دلوں سے واقف، ہر جگہ سے سننے اور دیکھنے والا ہے، یہ شرک فی العلم ہے۔ سو اس عقیدے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے کیونکہ عالم الغیب، حاضر و ناظر، ہر جگہ سے دیکھنے اور سننے والا اور علیم بذات الصدور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ اس کی ہی صفات ہیں۔ ان صفات میں مخلوق کو شریک کرنا شرک ہے۔

جس طرح گمراہ اور جاہل لوگوں کا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ یا ہمارا پیر یا قبر والا ہر جگہ حاضر و ناظر (موجود) اور امت یا مرید کے حال سے باخبر ہے۔ حالانکہ قرآن کا ارشاد ہے۔

﴿ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ﴾ (الانعام: ۵۹)

اور اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ نہیں جانتا اس کو اس کے سوا اور کوئی۔

تمام مخلوق میں کوئی بھی عالم الغیب نہیں۔

﴿ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴾ (النمل: ۶۵)

کہو (ان لوگوں کو) کہ نہیں جانتے غیب وہ جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اللہ کے سوا۔ اور ان کو یہ پتہ نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

ابن نجیم ابو حنیفہؒ ثانی حنفیؒ فرماتے ہیں:

﴿ مَنْ قَالَ اَنَّ اَرْوَاحَ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ يَكْفُرُ ﴾

(بحر الرائق شرح کنزالدقائق: ۱۲۴/۵)

جس نے یہ کہا (عقیدہ رکھا) کہ مشائخ (اولیاء وغیرہ) کی ارواح حاضر ہوتی ہیں، جانتی ہیں، تو وہ شخص کافر ہو جاتا ہے (اس عقیدے سے)۔

نبی کریم ﷺ بھی عالم الغیب نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ ﴾ (الانعام: ۵۰)

(ان لوگوں کو) کہو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں (کہ کسی کو کچھ دے دوں) اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔

ملا علی قاری حنفیؒ فرماتے ہیں:

﴿ اَلْكُفْرُ عَلٰى اِعْتِقَادِ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَالِمُ الْغَيْبِ ﴾ (مرقات ۱۰۰/۳)

یہ عقیدہ رکھنا کہ نبیؐ عالم الغیب (غیب جاننے والا) ہیں یہ کفر ہے۔

(ب) شرک فی التصرف :۔

کسی بھی مخلوق خداوندی، نوری، ناری، خاکی، کو اللہ تعالیٰ کی طرح متصرف فی الامور اور اختیار رکھنے والا، مارنے اور زندہ کرنے والا، اولاد دینے والا، روزی فراخ و تنگ کرنے والا، بیماری اور تکلیف و مصیبت لانے والا، صحت تندرستی، شفا اور فتح و شکست دینے والا، نفع و نقصان پہنچانے والا اور مرادیں پوری کرنے والا سمجھنا اور کسی بھی نبی، ولی، پیر فقیر، جن و فرشتہ سے یہ عقیدہ وابسطہ رکھنا یعنی اللہ جیسا تصرف ثابت کرنا شرک فی التصرف ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے یا اللہ نے انکو بخشی ہے (عطائی ہے) ہر طرح سے شرک ہے

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں :

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴾

(سبا :۲۲)

کہو (انکو) کہ بلاؤ، پکارو، ان لوگوں کو، جن پر تم (مختار ہونے کا) خیال کرتے ہو اللہ کے سوا، سو وہ مالک نہیں ایک ذرہ برابر کے، نہ آسمانوں میں نہ زمینوں میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کوئی حصہ ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا معاون ہے۔

بزبان شاعر ؎
خدا فرما چکا قرآن کے اندر
مرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں
کہ کام آوے تمہارے بے کسی میں
جو خود محتاج ہووے دوسرے کا
بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا ؟

بلکہ خود وہ اولیاء کرام، جن کو یہ مشرک متصرف اور مختار سمجھتے ہیں، اقرار

کرتے ہیں کہ ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے جیسے ایک مشہور بزرگ حضرت علی ہجویری ؒ جنہیں جاہل لوگ " داتا گنج بخش " (دینے والا اور خزانے عطاء کرنے والا) نعوذباللہ کہتے ہیں، اپنے آپ کو مخاطب کر کے لوگوں کی تعلیم کی غرض سے فرماتے ہیں :

یا علی! خلق ترا گنج بخش مے گوید حالانکه یک حبه دردست شما نیست۔ گنج بخش ورنج بخش او خداوند تعالی است ۔

اے علی ! لوگ تجھ کو گنج بخش کہتے ہیں۔ مگر تیرے پاس کسی کو دینے کے لئے کوڑی بھی نہیں۔ گنج بخش اور رنج بخش صرف اللہ کی ذات ہے۔

مولانا عبدالحیؒ نے اپنے فتاویٰ اور ابن نجیمؒ نے بحر الرائق میں لوگوں کے تصرف واختیار کے اس غلط عقیدے کو نقل کر کے رد کیا ہے کہ لوگوں کا یہ عقیدہ کہ :

اَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ الْاُمُوْرَ دُوْنَ اللّٰهِ وَاِعْتِقَادُهُ بِذَالِكَ كُفْرٌ.

کہ اللہ کے سوا مردہ معاملات میں تصرف واختیار رکھتا ہے، یہ عقیدہ کفر ہے۔

اسی طرح محمد بن احمد بن عبد الهادیؒ فرماتے ہیں :

﴿ فَلَا لِمَسِيْحٍ وَلَا لِغَيْرِهٖ مِنَ الْبَشَرِ وَلَا لِاَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ يَمْلِكُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ ضُرًّا وَلَا نَفْعًا بَلْ لَا لِنَفْسِهٖ وَاِنْ كَانَ اَفْضَلَ الْخَلْقِ ﴾ (الصارم المنکی ۱۳۲)

یعنی نہ مسیح نہ کوئی دوسرا بشر ،اور نہ مخلوق میں کوئی بھی کسی دوسرے کے لئے نفع و نقصان کا مالک ہے بلکہ اپنے لئے بھی نہیں خواہ وہ افضل الخلق (نبی کریم ﷺ) ہی کیوں نہ ہوں۔

حضرت نبی کریم ﷺ بھی متصرف و مختار نہیں۔ قرآن میں ہے :

﴿ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ﴾ (الاعراف : ۱۸۸)

کہو کہ میں اپنی جان کیلئے بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے وہی ہوتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے :

﴿ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴾ (الجن: ۲۱)

ان کو کہو کہ بے شک میں تمہارے لئے بھی ضرر اور نفع کا مالک نہیں ہوں۔

یہ عقیدہ و نظریہ کہ نبی کریم ﷺ، علیؓ اور اولیاء و آئمہ متصرف و مختار ہیں ، شیعوں کا ہے جس طرح یہ بات شیخ جیلانیؒ نے اپنی کتابوں میں بھی بیان فرمائی ہے۔

(ج) شرک فی الدعاء :۔

اللہ کے سوا کسی بھی نبی، ولی، بزرگ، پیر فقیر، قبر شجر، حجر، جن پری فرشتہ یا بت کو غائبانہ پکارنا اور اس سے مدد مانگنا اس عقیدے سے کہ وہ میری پکار ہر جگہ سے، دور و نزدیک سے، سنتا ہے شرک فی الدعاء ہے، مثلا یارسول للہ مدد، یا علی مدد، یا پیر مدد وغیرہ۔ غائبانہ پکار صرف اور صرف ایک اللہ کا حق ہے۔

﴿ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ (مومن : ٦٠)

مجھے پکارو میں تمھاری پکار سنتا ہوں میں تمھاری مدد کر سکتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی پکارنا نہیں چاہیے۔ قرآن کا فرمان ہے :

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ج
فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾(یونس :١٠٦)

اور مت پکارو اللہ کے سوا اس کو جو نہ تمہیں فائدہ دے سکتا ہے اور نہ نقصان۔ پس اگر تم نے یہ کام کیا (غیروں کا پکارا) تو اس وقت تم ظالموں یعنی، مشرکوں میں سے ہو جاؤ گے۔

لیکن آج کل اکثر گمراہ یا جاہل لوگ اس فرمان الٰہی کے برعکس غیروں کو پکارتے ہیں کبھی نبی ﷺ کو اور کبھی کسی ولی کو، کبھی "یا پیر را مدد شے ، یا لوئے خوانه په نیك نظر راو رسیگے، اور کبھی یا علی، یارسول اللہ اور مدد کن یا معین الدین چشتی" جیسے شرکیہ نعرے لگاتے رہتے ہیں ۔

حالانکہ رسول اللہ ﷺ اپنے چچازاد بھائی ابن عباسؓ کو تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

﴿ وَاِذَا سَئَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ ﴾ (ترمذی)

اور جب سوال کرتے ہو تو اللہ سے سوال کرو اور جب مدد مانگتے ہو تو اللہ ہی سے مدد مانگو ۔

شیخ جیلانیؒ فرماتے ہیں :

سَلُوْهُ وَلَا تَسْئَلُوْا غَيْرَهٗ اِسْتَعِيْنُوْا بِهٖ وَلَا تَسْتَعِيْنُوْا بِغَيْرِهٖ تَوَكَّلُوْا عَلَيْهِ وَلَا تَوَكَّلُوْا عَلٰى غَيْرِهٖ (الفتح الربانی : ۱۱۰)

سوال کرو اللہ سے کسی اور سے سوال مت کرو، امداد مانگو اللہ سے کسی اور سے مدد مت مانگو اور اس پر توکل (بھروسہ) کرو کسی اور پر بھروسہ مت کرو۔

شاہ اسحٰق دہلویؒ فرماتے ہیں :

وحق آنست که انکارِ فقہاء عام است از آنکه استمداد از قبورِ انبیاء کنند یا از قبورِ غیر ایشاں ہمه جائز نیست ۔ (مسائل اربعین: مسئله ۴۰)

اور حق یہ ہے کہ فقہاء کا انکار عام ہے استمداد (مدد مانگنا) خواہ انبیاءؑ کی قبروں سے ہو خواہ غیر انبیاء کی قبروں سے، سب ناجائز ہے۔

(د) شرک فی العبادات :۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نبی ، ولی، پیر فقیر، جن پری وغیرہ کے لئے وہ عبادات اور افعال و تعظیم کرنا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لے خاص کر رکھی ہے اور اپنی عبادت کی نشانیاں ٹھہرائی ہیں مثلا اللہ کے سوا کسی بھی زندہ، مردہ، حجر، شجر، قبر کے سامنے رکوع سجدہ کرنا، طواف کرنا، تعظیم سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، اس جگہ کے پتھر اور دیوار کو بوسہ دینا، اس سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا، رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا، وہاں کے گرد و پیش اور جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت و گھاس نہ کاٹنا، مویشی نہ چرانا، دور دور سے ثواب کی نیت سے وہاں کا قصد کرنا، اس کے نام پر روزہ رکھنا وغیرہ اور وہاں پر غلاف و پھول چڑھانا، جھاڑو دینا، روشنی کرنا اور فرش بچھانا وغیرہ ناجائز اور شرک فی العبادت ہے۔ کیونکہ یہ تمام افعال اور آداب اللہ اور اللہ کے گھر سے مختص ہیں کسی اور کے لئے کرنے سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

اور یہ تمام کام و عبادات اللہ تعالیٰ کے لئے ہی کرنی چاہئیں۔ قرآن کا ارشاد ہے :

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ﴾ (النساء : ٣٦)

اور اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو (عبادت میں) شریک نہ ٹھہراؤ۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کی زبان مبارک سے اعلان فرماتے ہیں :

﴿ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ (الانعام : ٥٦)

ان لوگوں کو کہو کہ میں تو ان لوگوں کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہوں جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا۔

اسی طرح فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ :

﴿ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾ (حم سجدہ : ٣٧)

سورج اور چاند یعنی مخلوق کو سجدہ مت کرو بلکہ سجدہ صرف اللہ ہی کو کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے اگر تم اسی اللہ کے بندے بننا چاہتے ہو۔

یعنی جو آدمی چاہے کہ میں اللہ ہی کا بندہ بنوں تو سجدہ صرف اسی کو کرے کیونکہ سجدہ کرنا اللہ کا حق ہے کسی بھی مخلوق کو نہ کیا کریں اور مخلوق میں چاند سورج نبی ولی سب برابر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴾ (الحج : ٢٩)

اور صرف اللہ کے گھر کا طواف کریں (کسی دوسرے گھر و در کا طواف نہ کریں)

حدیث پاک میں آتا ہے :

﴿ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ﴾ (مشکوۃ باب القیام)

حضرت امیر معاویہ بن ابو سفیانؓ سے نقل ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے : جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے ادباً تعظیمانہ ہلیں نہ جلیں بت و تصویر بن کر روبرو

کھڑے رہیں پس اس نے اپنے لیے آگ میں ٹھکانہ بنالیا۔

المختصر جو کام وافعال و تعظیم و آداب اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیے ہیں تو وہ اور کسی کے لئے نہ کئے جائیں کیونکہ یہ شرک ہے جیسے آج کل مشرک و جاہل لوگ مزاروں پر جا کر وہاں سجدے کرتے ہیں، قبر کے گرد طواف کرتے ہیں اور وہاں کے غلاف پتھر وغیرہ، اپنے جسم سے ملتے اور بوسہ دیتے ہیں۔

شرک فعلی :۔

اسکی بھی کئی قسمیں ہیں مثلاً :

(ا) تحریمات غیر اللہ (ب) نذور غیر اللہ (ج) شرک فی البرکات۔

(ا) تحریمات غیر اللہ :

اس سے مراد یہ ہے کہ ایک انسان اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام سمجھے، یہ شرک فی التحریمات ہے، جیسے کھانے پینے، پہننے کی رسمیں کہ فلاں کھانا نہ کھائیں، فلاں کھانا صرف مرد کھائیں عورتیں نہ کھائیں یا عورتیں کھائیں مرد نہ کھائیں جیسے بی بی فاطمہؓ کی صحنک جس کو پشتو میں "دَ بیبانو غونزاخی یا لڈوان وغیرہ" کہتے ہیں اور ساتھ یہ کہ یہ صحنک، لڈو وغیرہ صرف وہ عورتیں کھائیں گی جو شادی شدہ ہوں، مردوں اور غیر شادی شدہ اور نابالغ لڑکیوں پر حرام ہیں۔ اسی طرح فلاں جانور عورتوں کے لئے اور فلاں مردوں کے لئے ہیں جیسا مشرکین مکہ کہتے تھے اور اسی طرح آج کل کے لوگ بھی کہتے ہیں کہ قربانی میں مردوں کو تلی (تُورے) کھانے کے لئے نہیں دینا چاہیے کیونکہ پھر جنگ اور لڑائی کے وقت ہاتھ کام نہیں دیتا، اسلحہ نہیں چلا سکتا، یا مرغ کا سر ان بچوں کو کھانے کے لئے نہیں دینا چاہیے جن کے والد زندہ ہوں بلکہ یتیم کھا سکتے ہیں وغیرہ۔ اسی طرح یہ کہنا کہ فلاں رنگ کے کپڑے ہمیں راس نہیں ہمیں ان سے نقصان ہوتا ہے، فلاں دن یا فلاں وقت، فلاں کام یعنی کپڑے دھونا، صفائی کرنا، ناخن کاٹنا اور جھاڑو دینا اچھا نہیں یا فلاں مہینے میں نکاح و شادی کرنا اچھا نہیں

وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام تحریمات غیر اللہ ہیں اور یہ عقیدہ شرکیہ ہے۔ جو چیز اللہ نے حرام و منع نہ کی ہو اور لوگ اسے اپنی طرف سے حرام و منع سمجھیں تو یہ تحریمات غیر اللہ کہلاتا ہے حالانکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اس طرح کے تحریمات غیر اللہ پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ﴾ (الانعام: ۱۳۹)

اور یہ مشرک لوگ کہتے ہیں کہ یہ جانور اور کھیتی پیداوار (خوراک کھانا وغیرہ) منع ہے حرام ہے، اِس کو کوئی نہیں کھائے گا مگر جس کو ہم چاہیں اپنے خیال کے موافق اور بعض جانور ہیں کہ ان پر سواری کرنا حرام ہیں اور بعض ایسے جانور ہیں کہ ذبح کے وقت ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے، یہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے (یعنی یہ تمام تحریمات غیر اللہ ہیں)۔

ارشاد ربانی ہے کہ:

﴿ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ﴾

(الانعام: ۱۴۰)

اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو ان جانوروں کے پیٹ میں ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے ہماری عوتوں پر حرام ہے (یا اس کے برعکس لیجئے یہ عورتیں کھائیں گی مردوں پر حرام ہے)۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام مت بناؤ۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ ﴾ (المائدہ: ۸۷)

اے ایمان والو! مت حرام ٹھہراؤ وہ پاکیزہ چیزیں
جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لے حلال کردی ہیں۔

بلکہ ﴿ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ﴾ (المائدہ: ۸۸)

اور کھاؤ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی حلال اور پاکیزہ چیزوں میں سے

اور اللہ سے ڈرو یعنی انہیں حرام مت ٹھہراؤ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ لباس اور کپڑوں کے بارے میں بھی فرماتے ہیں کہ یہ تو میں نے تمہارے جسم کو ڈھانکنے اور زینت کے لئے پیدا کیے ہیں ان کو حرام و منع کیوں ٹھہراتے ہو۔

﴿ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِىٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ﴾ (الاعراف: ۳۲)

کہو (ان لوگوں کو جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی تحلیلات لباس زینت و خوراک کو حرام سمجھا ہے کہ) کس نے حرام کر دیا ہے اللہ تعالیٰ کی زینت (لباس) اور پاک رزق (خوراک) کو جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے۔

نہیں، یہ تمام کسی نے بھی حرام نہیں کیے لہذا ان کو حلال سمجھ کر استعمال میں لاؤ۔

(ب) نذور لغیر اللہ :۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق نبی، ولی، پیر فقیر، جن فرشتہ کے نام کی نذر و نیاز اور منت مانی جائے کہ میرا فلاں کام ہو جائے یا فلاں مشکل ٹل جائے تو میں فلاں قبر والے یا فلاں نبی ولی کے نام کی نذر دونگا، بکرا، دنبہ ذبح کرونگا، فرنی، حلوا یا فلاں چیز دونگا وغیرہ، یہ سب نذر غیر اللہ اور شرک ہے۔

اگر قرآن کو سچ مانتے ہو — تو پھر تم منتیں کیوں مانتے ہو
کبھی ہو مانتے منت نبیؐ کی — گہے حسنینؓ کی، گاہے علیؓ کی
گہے پیروں کی اور گاہے ولی کی — گہے سدو جی، شیطاں کے وصی کی

حالانکہ نذر ماننا عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کے لیے کرنی چاہیے۔ اس طرح اگر نذر و نیاز ماننا ہو تو اللہ کے نام کی ماننی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی حکم ہے کہ:

﴿ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ ﴾ (الحج: ۲۹)

اور لوگوں کو چاہیے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی منتیں اور نذریں پوری کریں۔

اللہ کے سوا غیر اللہ کے نام کی نذر کو حرام قرار دیا ہے:

﴿ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ ﴾

(البقرہ: ۱۷۳)

بے شک اللہ نے تم پر حرام کیا ہے مردہ جانور، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ چیز بھی جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے نامزد کی جائے۔

مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

لَوْ اَنَّ مُسْلِمًا ذَبَحَ ذَبِيْحَةً وَّقَصَدَ بِذَبْحِهَا اَلتَّقَرُّبُ اِلٰى غَيْرِ اللّٰهِ صَارَ مُرْتَدًّا وَذَبِيْحَتَهٗ ذَبِيْحَةُ مُرْتَدٍّ وَلَوْ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (معارف القرآن، نیشاپوری وغیرہ)

اگر کسی مسلم نے ذبیحہ کو ذبح کیا اور اس سے غیر اللہ کے تقرب کا قصد کیا تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا مذبوحہ مرتد کا مذبوحہ (حرام) ہے اگرچہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

جس طرح ہمارے عوام آج کل اس شرک میں مبتلا ہیں۔ نبیوں، ولیوں اور مزاروں کے نام کی نذر دیتے ہیں اور کبھی تو وہاں مزار پر ہی ذبح کرنے کے لے جاتے ہیں۔ اگر کوئی بندہ خدا ان کو سمجھاتا ہے کہ یہ شرک ہے تو پھر اپنے لیے مختلف قسم کے جھوٹے حیلے اور جواز نکالتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ ہم تو ان کو خدا نہیں سمجھتے تو کبھی کہتے ہیں کہ ہم تو ذبح کے وقت اللہ کا نام اس پر لیتے ہیں وغیرہ۔

حالانکہ ایسی مذکورہ آیت کے تحت تفسیر عثمانی میں لکھا ہے: مَاأُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا یہ مطلب ہے کہ ان جانوروں پر اللہ کے سوا بُت وغیرہ کا نام پکارا جائے یعنی اللہ کے سوا کسی بت یا جن یا کسی روح خبیث یا پیر یا پیغمبر کے نام پر نامزد کر کے اور اس جانور کی جان ان کو نذر کر کے انکے تقرب یا رضا جوئی کی نیت سے ذبح کیا جائے اور محض انکی خوشنودی کی غرض سے اسکی جان نکالنی مقصود ہو تو ان سب جانوروں کا کھانا حرام ہے گو بوقت ذبح اُن پر تکبیر پڑھی ہو اور اللہ کا نام لیا ہو۔

اس کی جان تو غیر اللہ کے نام پر نامزد کر دی گئی جو عین شرک ہے۔ سو جیسے خنزیر اور کتے پر بوقت ذبح تکبیر کہنے سے حلت نہیں ہو سکتی اور مردار پر اللہ کا نام لینے سے

کوئی نفع نہیں ہو سکتا ایسے ہی جس جانور کی جان غیر اللہ کی نذر اور انکے لیے نامزد کر دی ہو اس پر ذبح کے وقت نام الٰہی لینے سے ہر گز ہر گز کوئی نفع اور حلت نہیں آسکتی۔ انتھی

حدیث پاک میں آتا ہے :

﴿ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ لِتَعْظِيْمِ غَيْرِ اللّٰهِ ﴾ (مسند احمد)

جس نے غیر اللہ کی تعظیم کیلئے ذبح کیا خدا اس پر لعنت کرے۔

اللہ کے سوا کسی اور کے نام کی نذر ماننا شرک و کفر ہے۔ ابن نجیم ابو حنیفہ ثانیؒ فرماتے ہیں :

اَلنَّذْرُ عِبَادَةٌ وَالْعِبَادَةُ لِغَيْرِ اللّٰهِ كُفْرٌ (بحر الرائق)

نذر ماننا عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت کرنا کفر ہے۔

یاد رہے کہ یہ نذر صرف جانور کے ذبح کرنے تک ہی محدود نہیں ہے کہ ذبح کرنا ناجائز ہو اور اگر کوئی روپے پیسے، کھانا، دیگ، فرنی، کھیر، شمع، تیل، اگر بتی، غلاف وغیرہ نذر مانے تو وہ جائز ہو گا، نہیں ہر گز نہیں۔ نذر میں ذبح کرنا اور کوئی دوسری چیز نذر ماننا سب برابر اور شرک و حرام ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب الدر المختار میں ہے :

اِعْلَمْ اَنَّ النَّذْرَ الَّذِیْ يَقَعُ لِلْاَمْوَاتِ مِنَ الْعَوَامِ وَمَا يُؤْخَذُ مِنَ الزَّيْتِ وَالشَّمْعِ وَ نَحْوِهَا مِمَّا يُنْقَلُ اِلٰى ضَرَائِعِ الْاَوْلِيَآءِ الْكِرَامِ تَقَرُّبًا اِلَيْهِمْ فَهُوَ بِالْاِجْمَاعِ بَاطِلٌ وَحَرَامٌ

جان لو کہ اکثر عوام جو نذر مردوں کے لیے دیتے ہیں اور جو تیل، چراغ، شمع اور دیگر اشیاء کہ اولیائے کرام کے تقرب کے لیے ان کی قبروں پر لائی جاتی ہیں وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں۔

(ج) شرک فی البرکات :۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نبی، ولی، پیر فقیر کو مال، اولاد، کاروبار، رزق اور عمر میں برکات دھندہ (برکت ڈالنے والا) مانا جائے یہ عقیدہ بھی شرک کا ہے۔ جس طرح جاھل لوگ شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی گیارھویں دیتے ہیں یا کسی

دوسرے ولی، قبر والے، پیر فقیر کے نام پر کچھ ضرور دیتے ہیں اور اپنے ذمہ مقرر کیا ہوتا ہے کہ اگر یہ نہ دیں تو پھر شیخ، پیر فقیر خفا اور ناراض ہو جائے گا اور ہم پر مصیبت اور آفت آئے گی، جبکہ دینے سے یہ حضرات ہمارے مال، اولاد، عمر، رزق و کاروبار میں برکت ڈالتے ہیں۔ یا کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے اللہ کا نام اور بسم اللہ پڑھنے کی بجائے کسی پیر فقیر، ولی نبی کا نام لے کر کام شروع کرنا کہ یا پیر خیر، بنام فلاں اس عقیدے سے لیتے ہیں کہ اس کے نام سے برکت آتی ہے۔ اسی طرح کسی خاص جگہ قبر، کسی کی چلے کی جگہ وغیرہ کو برکت والا جاننا کہ وہاں جا کر برکت حاصل ہوتی ہے، یہ تمام شرک فی البرکات ہے۔ حقیقت میں تو برکت ڈالنے والا ہر چیز میں صرف اللہ ہی ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے:

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ﴾ (الملک : ۱)

برکت والا وہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں ساری بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ زمین اور زمین کی تمام اشیاء کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

﴿ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا ﴾ (حم سجدہ : ۱۰)

اللہ نے زمین کے اوپر پہاڑ رکھے ہیں اور اللہ ہی نے اس زمین (ارض وما فی الارض) میں برکت رکھ دی ہے۔

یعنی تمام اشیاء میں، کاموں میں برکات ڈالنے والا اللہ پاک ہے اور کوئی برکات ڈالنے والا نہیں۔

شرک کی ان دو بڑی اقسام (اعتقادی و فعلی) کے علاوہ اور بھی جزوی قسمیں ہیں جو کہ انہی دو قسموں میں مندرج ہیں لیکن اہمیت کی بناء پر ان کا الگ مختصر بیان ضروری ہے۔

شرک فی التسمیہ :۔

مخلوق کے لیے وہ نام رکھنا، وہ نام دینا جو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں جیسے

کسی ولی، بزرگ، پیر فقیر کو بھی داتا (دینے والا)، کسی کو غریب نواز (غریبوں کو نواز نے والا)، کسی کو گنج بخش (خزانے دینے والا) اور کسی کو غوث (فریادرس) وغیرہ کہنا۔

اللہ تعالیٰ اس طرح کے ناموں کے بارے میں فرماتے ہیں :

﴿ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط ﴾

(النجم : ۲۳)

یہ سب وہ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ دیئے

ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دلیل (سند) نہیں اتری ہے۔

اسی طرح اپنی اولاد وغیرہ کا نام نبی بخش (نبی نے بخشا ہے)، محمد بخش، امام بخش، حسین و حسن بخش، پیر بخش، گنگا بخش، عبدالنبی، بندہ علی، بندہ حضور، شہنشاہ وغیرہ نام رکھنا یہ تمام شرک فی التسمیہ (نام رکھنے میں شرک) ہے اور شریعت نے ایسے نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں :

وَيُحْرَمُ مَلِكُ الْاَمْلَاكِ لِاَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَكَذَا عَبْدُ النَّبِيِّ وَعَبْدُ الْكَعْبَةَ اَوِالدَّارِ اَوْعَلِيٌّ اَوِالْحَسَنَ لِاِيْهَامِ الشِّرْكِ (شرح منہاج بحوالہ راہ سنت)

کسی کا شہنشاہ نام رکھنا حرام ہے کیونکہ یہ نام صرف اللہ تعالیٰ کا ہے

اور اسی طرح عبدالنبی اور عبدالکعبہ اور عبدالدار اور عبدالعلیؓ اور

عبدالحسن نام بھی صحیح نہیں کیونکہ ان میں ایہام شرک ہے ۔

ایک حدیث میں بھی آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین ناموں میں سے وہ آدمی ہے جس کا نام شہنشاہ ہو۔ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ لکھتے ہیں۔

شرک چنانچه درعبادت و قدرت می شود ہمیں قسم شرک در تسمیه ہم میشود این قسم نام نہادن شرک درتسمیه است ازیں ہم احتراز لازم است ۔ (فتاویٰ عزیزی)

یعنی جس طرح عبادت وقدرت میں شرک ہوتا ہے اسی طرح شرک تسمیہ (نام رکھنے) میں بھی ہوتا ہے اس طرح کے نام رکھنا شرک فی التسمیہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

اسی طرح کسی آدمی کے لیے وہ نام رکھنا یا اس نام سے بلانا جو اللہ تعالیٰ کے خاص ناموں میں سے ہو جیسے رحمٰن، صمد، رازق وغیرہ یہ سب بھی ناجائز ہے بلکہ عبدالرحمٰن، عبدالصمد اور عبدالرازق وغیرہ پورا نام لینا چاہیے۔ لیکن دین اور قرآن و سنت سے دوری کی وجہ سے اکثر لوگ اس طرح کے ناجائز و حرام کا عام طور پر ارتکاب کر رہے ہیں۔ حالانکہ رحمٰن اللہ تعالیٰ کا خاص نام ہے جو کسی بھی مخلوق کے لیے جائز نہیں۔ لیکن لوگ اس جرم عظیم میں بالعموم مبتلا ہیں اور عوام تو در کنار خواص بھی اس کا خیال نہیں رکھتے جیسے پشتو کے مشہور شاعر عبدالرحمٰن بابا کو رحمٰن بابا اور اس طرح رحمٰن بابا کالج، رحمٰن کتب خانہ، رحمٰن میڈیکل سٹور، رحمٰن کمپنی، رحمٰن پراپرٹی اور رحمٰن چوک وغیرہ کے الفاظ بولنے اور لکھنے میں آتے ہیں۔ مفسرین، محدثین و فقہاء نے اس پر بحث کرتے ہوئے رحمٰن کا غیر اللہ کے لیے استعمال ناجائز قرار دیا ہے:

اَلرَّحْمٰنُ اِسْمٌ مُخْتَصٌّ بِاللّٰہِ تعالی لَا یَجُوْزُ اَنْ یُسَمّٰی بِہٖ غَیْرُہٗ

رحمٰن اللہ کا خاص نام ہے جس کو غیر کے لیے رکھنا جائز نہیں۔

(تفسیر قرطبی، معارف القرآن، مفردات، عزیزی وغیرہ)

شرک فی الحلف :۔

اس طرح ایک شرک غیر اللہ کی قسم کھانا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق کے نام کی قسم کھانا جس طرح جاہل لوگ کرتے ہیں کہ مجھے اپنے باپ کی قسم، ماں کی قسم، اولاد کی قسم، دپیر بابا قول واچوہ، دلوئے خوان قول مے دے اووھی، دمور پلار پہ سر مے دے قسم وی، رسول، یا قرآن مے دے اووھی وغیرہ اور اسی طرح شاعر لوگ کہتے ہیں میرے محبوب کی قسم وغیرہ یہ سب شرک ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک قافلہ میں حضرت عمرؓ نے

باپ کی قسم کھائی تو رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو بلند آواز سے مخاطب کر کے فرمایا:

سنو! اللہ تمہیں باپوں کی قسمیں کھانے سے منع فرماتا ہے۔ جسے قسم کھانا ہو وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے (بخاری)۔

ایک اور ارشاد نبوی ﷺ ہے:

﴿ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ ﴾ (مشکوۃ)

جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی یقیناً اس نے شرک کیا۔

نجوم پرستی:

ایک شرک جس میں لوگ عام طور پر مبتلا ہیں وہ یہ ہے کہ اکثر لوگ ستاروں پر یقین رکھتے ہیں اور ان میں تاثیرات مانتے ہیں کہ فلاں ستارا جب نکلتا ہے تو فلاں کام ہوتا ہے یا جس شخص کا فلاں ستارا ہو اس کا یہ کام ہوگا، یہ کام نہ ہوگا، وہ بدبخت یا خوش بخت ہے اور اس طرح کی باتیں اخبارات ورسائل میں عموماً آتی ہیں کہ یہ ہفتہ یا مہینہ کیسے رہے گا وغیرہ یا جس طرح عام نجومی اور نجوم پرست جن کے اشتہارات اور لکھائی دیواروں اور اخباروں میں ہوتی ہے، غیب کی باتیں کرتے ہیں اور لوگ اس پر یقین رکھتے ہیں، اسی کو نجوم پرستی کہتے ہیں۔ یہ بھی مشرکین مکہ کے شرکوں میں سے ایک شرک ہے جس کا قرآن وحدیث میں جابجا رد موجود ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے جس کی روایت زید بن خالد جُهَنِی ؓ سے ہے کہ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ رات کو بارش ہوئی تھی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا!

﴿ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمْ ﴾

کہ جانتے ہو تمارے رب نے اس وقت کیا کہا ہے؟ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول کو معلوم ہوگا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِىْ مُؤْمِنٌ بِىْ وَ كَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ

وَرَحْمَتِهٖ فَذَالِكَ مُؤْمِنٌ بِیْ وَكَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا فَذَالِكَ كَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوكَبِ ﴾(بخاری، مسلم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آج میرے بندوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ بعض مجھ پر ایمان لانے والے تھے اور بعض کافر (منکر) تھے۔ جس نے کہا کہ ہم پر یہ بارش اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت سے ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا اور ستاروں کے اثر کا منکر ہوا اور جس نے کہا کہ یہ بارش فلاں ستارے کے (اثر) طلوع اور غروب کی وجہ سے ہوئی ہے وہ مجھ سے منکر اور ستاروں پر ایمان (یقین) رکھنے والا ہوا۔

اسی طرح ہاتھ دیکھنا، فال نکالنا اور قسمت معلوم کرنا بھی اس میں شامل ہے جو ناجائز ہے اور اس پر عقیدہ رکھنا شرک وکفر ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

﴿مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَیْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً﴾ (مسلم)

جو کسی کاھن، نجومی (غیب کی باتیں بتانے والے) کے پاس آیا اور اس سے کسی بات کا پوچھا تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:

﴿مَنْ اَتٰی کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ اَوْ اَتٰی اِمْرَاَتَهٗ حَائِضًا اَوْ اَتٰی اِمْرَاَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِیءَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ﴾ (مشکوۃ)

جب کوئی شخص کاھن کے پاس آیا اور اس کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین کیا یا اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صحبت کی یا بیوی کو پیچھے سے آیا تو وہ اس کتاب اور دین سے بری (کافر) ہوا جو نبی کریم ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔

شرکیہ تعویذ، تار گنڈے اور کڑے وغیرہ:

بعض لوگ گلے میں مختلف قسم کے تار، دھاگے، گنڈے یا وہ تعویذ جس میں شرکیہ الفاظ ہوتے ہیں، لٹکاتے ہیں بعض لوگوں کے ہاتھوں میں مختلف قسم کے

کڑے اور چھلے وغیرہ نظر آتے ہیں۔ یہ تمام شرکیہ اعمال و حرکات ہیں جن سے ایمان میں خرابی آتی ہے۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ ایک مریض کی عیادت کو گئے اور اس کے بازو پر انہوں نے ایک دھاگا بندھا ہوا دیکھا تو اس کو کاٹ کر الگ کر دیا اور قرآن کی یہ آیت پڑھی :

﴿ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ ﴾(یوسف : ۱۰۶)

لوگوں کی اکثریت اللہ کو مانتی تو ہے مگر اس کے ساتھ
دوسروں کو شریک بھی ٹھہراتی ہے۔(ابن کثیر ۲/ ۴۹۴)

وکیعؒ کی روایت میں ہے کہ حذیفہؓ نے اس مریض سے کہا کہ اگر تو اس حالت میں مر جائے کہ تیرے ہاتھ پر یہ دھاگا بندھا ہوا ہو تو میں تیری نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔

اسی طرح عمران بن حصینؓ روایت کرتے ہیں :

نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب کے ہاتھ میں پیتل کا ایک کڑا دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ پہننے والے صاحب نے جواب دیا کہ یہ واھنہ (ایک قسم کی بیماری) کی وجہ سے پہنا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے رد فرمایا اور کہا یہ بیماری کو اور بڑھائے گا اور اگر تو اِسے پہنے ہوئے مر جائے تو کبھی کامیابی (جنت) حاصل نہ کر سکے گا (احمد، ابن حبان)۔

لیکن افسوس آج امت محمدی ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور انسان جدھر بھی نگاہ اٹھاتا ہے تو ہر طرف کڑے ہی کڑے، چھلے ہی چھلے، تار، دھاگے اور شرکیہ تعویذ وغیرہ لوگوں کے گلوں، بازوؤں اور ہاتھوں میں نظر آتے ہیں۔

اگر اس کے ساتھ یہ عقیدہ وابستہ ہو کہ اس میں کوئی اثر و کمال ہے وغیرہ تو یہ شرکیہ عقیدہ ہے اور اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو پھر بھی یہ تار، دھاگے، کڑے وغیرہ کافروں اور سکھوں کے ساتھ مشابہت ہے جو ناجائز اور منع ہے۔ حدیث میں ہے :

﴿ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ﴾ (ابوداؤد)

جس نے کسی قوم سے مشابہت کی تو وہ اُن میں سے ہو گا۔

اسی طرح بعض لوگ بچوں کے گلے، ہاتھ یا پاؤں میں چھلے (جسے پشتو میں "کنجکہ" کہتے ہیں) وغیرہ باندھتے ہیں حالانکہ حدیث میں ہے:

﴿ اِنَّ الرُّقٰی وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْکٌ ﴾ (مشکوۃ)

بے شک (شرکیہ) دم، سیپی (چھلے) اور محبت کا (ناجائز) تعویذ سب شرک ہے۔

اسی طرح جاہل لوگ بچے کے سرہانے چھری، چاقو وغیرہ اس خیال سے رکھتے ہیں کہ کہیں یہ ڈر نہ جائے حالانکہ یہ بھی منع ہے۔

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے پاس نو مولود بچے لائے جاتے تھے اور وہ ان کے لیے اللہ سے برکت کی دعا کرتی تھیں۔ ایک دن ایک بچہ لایا گیا جب وہ اس کا تکیہ رکھنے لگیں تو اس کے سر کے نیچے انہیں ایک اُسترا (چھری، چاقو) نظر آیا۔ دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ گھر والوں نے کہا کہ ہم جنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ عائشہؓ نے وہ استرا لے کر پھینک دیا، اور ان لوگوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ اسکو ناپسند فرماتے تھے اور انہیں ان باتوں سے سخت نفرت تھی۔ اسی لیے عائشہؓ اس سے منع کرتی ہے (الادب المفرد للبخاری)۔

اس کے ساتھ ساتھ وہ تعویذات بھی منع اور ناجائز بلکہ شرک ہیں جن میں شرکیہ الفاظ لکھے ہوتے ہیں جیسے یا فرعون، یا ابلیس، یا جبریل، یا محمد، یا فاطمہ، یا علی، وغیرہ اور بعض تعویذوں میں تو صرف لکیریں یا ہندسے ہوتے ہیں وغیرہ اور دم کرنے کے لیے شرکیہ وظائف پڑھ کر دم کرتے ہیں جس کی ممانعت پہلی حدیث سے ثابت ہوئی کہ اس طرح کا تعویذ شرک ہے۔

بعض لوگ فال کی کتابوں سے فال نکالتے ہیں تو کوئی علم نجوم یا طوطا، مینا کے ذریعے قسمت معلوم کر رہے ہیں حالانکہ حدیث میں آتا ہے:

﴿ اَلْعِيَافَةُ وَالطَّرْقُ وَالطِّيَرَةُ مِنَ الْجِبْتِ ﴾ (مشکوۃ)

پرندے سے یا پرندے کے اڑانے سے فال لینا اور اس کی آواز پر فال لینے کے لیے پتھر

پھینکنا اور بدشگونی (فال دیکھنا) یہ سب شرک ہے۔

کوئی جاہل فیروزہ یا دوسرا کوئی پتھر انگوٹھی میں پہن کر اسے مفید اور متبرک سمجھتے ہیں اور اپنے رزق میں اضافہ کا امیدوار ہے جبکہ رزق کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے :

﴿ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ﴾ (ھود:- ٦)

"اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ہاں ہے "

کوئی کسی کے نام کی چوٹی یا بدھی یا کانوں میں غیر اللہ کے نام کا دُر ڈال رہا ہے۔ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جس سے ایمان و توحید کی مضبوط عمارت کمزور ہوتی ہے اس لیے ان سے بچنا لازمی ہے۔ہاں وہ دم اور وظائف جو قرآن وحدیث سے صحیح ثابت ہیں یا وہ تعویذ جن میں قرآن کی کوئی سورۃ ، آیت یا قرآن وحدیث کی کوئی دعا ہو اور جائز کام کے لیے ہو تو چند شرائط کے ساتھ مشروط ہو کر جائز ہے۔

شرط اول : اس کو مؤثر حقیقی نہ مانے بلکہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کو مان کر اس کو صرف سبب کی حد تک مانا جائے۔

شرط دوم :اس میں کوئی غیر شرعی لفظ نہ ہو نہ ہی کسی اجنبی زبان کا یا بے معنی لفظ ہو۔

شرط سوئم : بیت الخلاء کو جاتے وقت اس کو اپنے ساتھ نہ لیا جائے کیونکہ یہ قرآن و حدیث کی بے حرمتی ہے۔

شرط چہارم : طریقہ استعمال میں کوئی غیر شرعی بات نہ ہو۔

شرط پنجم : جائز مقصد کے لیے ہو۔

الغرض اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات ، صفات اور اسماء وافعال میں یکتا ماننا توحید ہے اور اس کے ساتھ اس میں کسی دوسرے کو حصہ دار اور شریک ٹھہرانے کو ،اور ہر وہ عمل و حرکت جو عقیدہ توحید سے متصادم ہو ،اسے شرک کہا جاتا ہے۔ اسی توحید کامل کے

بیان اور رد شرک کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء ورسل کو دنیا میں بھیجا اور انہوں نے سب سے پہلے مسئلہ توحید بیان کر کے شرک کا رد کیا اور یہی ان کی متفقہ دعوت تھی۔

انبیآءِ کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد

انسانیت کی رہنمائی کے لیے جتنے بھی انبیآءؑ ورسل مبعوث ہوئے ہیں ان تمام کی دعوت اور جو آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں ان تمام کا خلاصہ توحید ہی ہے۔ ہر نبیؑ نے سب سے پہلے عقیدہ توحید ہی کی دعوت دی۔ حضرت نوحؑ کا ذکر قرآن میں موجود ہے، انھوں نے اپنی قوم کو تقریباً ساڑے نو سو سال تک مسئلہ توحید سمجھایا، ہر جگہ ہر مقام اور ہر حال میں توحید کا نغمہ ہی الاپا۔

قرآن فرماتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾

(الاعراف : ۵۹)

ہم نے نوحؑ کو اپنی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا اے میری قوم!
ایک اللہ کی عبادت کرو کیونکہ تمہارے لے اللہ کے سوا اور کوئی الہ نہیں۔

اسی طرح ھودؑ نے فرمایا:

﴿ يٰقَوْمِ اعْبُدُا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ (الاعراف : ۶۵)

اے میری قوم! ایک اللہ کی عبادت کرو کیونکہ تمہارے لے اللہ کے سوا اور کوئی الہ نہیں۔

حضرت صالحؑ نے بھی یہی کہا :

﴿ يٰقَوْمِ اعْبُدُا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ (الاعراف : ۷۳)

اے میری قوم! ایک اللہ کی عبادت کرو کیونکہ تمہارے لے اللہ کے سوا اور کوئی الہ نہیں۔

حضرت شعیبؑ نے بھی یہی دعوت دی :

﴿ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ (الاعراف : ۸۵)

اے میری قوم! ایک اللہ کی عبادت کرو کیونکہ تمہارے لے اللہ کے سوا اور کوئی الہ نہیں۔

کوہ طور پر نبوت ورسالت عطا کرنے کے دوران حضرت موسیٰؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہی مسئلہ توحید ارشاد فرمایا تھا:

﴿ اِنَّنِيْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ﴾ (طٰہٰ : ۱۴)

بے شک میں ہوں اللہ۔ نہیں ہے کوئی الہ میرے سوا اور پس تم میری عبادت کرو۔

مختصر یہ کہ تمام انبیاءؑ کی یہی دعوت اور یہی مسئلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴾

(الانبیاء : ۲۵)

ہم نے نہیں بھیجا تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اس کو یہی حکم دیا کہ بات یوں ہی ہے کہ کوئی الہ نہیں میرے سوا، پس تم میری عبادت کرو۔

حتیٰ کہ نبی آخر زمان امام الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی اسی مسئلے کی وحی کی گئی اور اسی مسئلے کی دعوت دینے کا حکم دیا گیا۔ قرآن کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴾ (الانعام : ۱۹)

اے پیغمبر پاک ﷺ! آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ

الہ تو وہ ایک ہی ہے اور میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بزبان قرآن یوں دعوت دی:

﴿ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴾ (الذٰریٰت : ۵۱)

تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو الہ (معبود) نہ بناؤ۔

میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صاف ڈرانے والا ہوں۔

اپنی ذمہ داری کو مزید پورا کرنے کے لیے قوم قریش کو کوہ صفاء پر جمع کیا اور انہیں توحید کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ یٰاَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ تُفْلِحُوْا ﴾ (مستدرك ، احمد)

اے لوگو! یہ کہو (یہ عقیدہ رکھو) کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے بحوالہ اصابہ ترجمہ ربیعة بن عباد سے قریش مکہ کو صفاء کی پہاڑی پر توحید کی دعوت دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

﴿ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَعْبُدُوْہُ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا ﴾

اے لوگو! اللہ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ اس کی عبادت کرو

اور اسکے ساتھ کسی کو شریک مت کرو (سیرت المصطفیٰ ۱/۱۷۹)۔

بہر حال تمام انبیاءؑ حتی کہ نبی کریم ﷺ کے بیان میں بھی یہی مسئلہ ہے اور نہوں نے غیروں سے الوھیت کی نفی کر کے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اسے ثابت کیا ہے۔ اس لیے " الہ " کا معنی سمجھنا ضروری ہے کہ یہ تمام انبیاء کی دعوت کا مرکزی موضوع ہے۔

الہ کا معنی:

الہ کا معنی تقریباً وہی ہے جو توحید کے معنی و مطلب کے عنوان کے تحت گزر چکا ہے یعنی جو صفات الوھیت ما قبل بیان ہو چکی ہیں وہی الہ کا معنی ہے اور قرآن میں بھی جہاں لفظ الہ آیا ہے تو اکثر اسکے آگے یا پیچھے کچھ صفات الوھیت کا تذکرہ ہے، وہی صفات ہی الہ کا معنی ہیں مثلاً خالق، رازق، اولاد اور سب کچھ دینے والا، زمین، آسمان اور ان کے مابین کا مالک و مختار، مدبر و متصرف عالم الغیب، نافع و ضار، حاجت رواو مشکل کشا، غائبانہ پکار سننے والا، فریادرس اور غوث وغیرہ۔

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ بھی الہ کا یہی معنی سورۃ محمد کی ایک آیت کے تحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ﴾ (محمد: ۱۹)

اَیْ لَاضَارَ وَلَا نَافِعَ وَلَا مَانِعَ وَلَا مُعْطِیَ وَلَا مُعِزَّ وَلَا مُذِلَّ اِلَّا اللّٰہ

یعنی لا الہ الا اللہ کا معنی یہ ہے کہ نفع و نقصان پہنچانے والا ، دینے اور منع کرنے والا ، عزت دینے اور ذلیل کرنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی " الہ " کا معنی یوں کرتے ہیں :

کُلُّ مَنْ اِعْتَمَدتَّ فَھُوَ اِلٰھُكَ وَكُلُّ مَنْ خِفْتَهٗ وَرَجَوْتَهٗ فَھُوَ اِلٰھُكَ وَكُلُّ مَنْ رَءَیْتَهٗ فِیْ ضُرٍّ وَّ نَفْعٍ فَھُوَ اِلٰھُكَ (الفتح الربانی : ۵۹)

ہر وہ جس پر تمہارا اعتماد ہو (کہ وہ دینے کرنے بھرنے والا ہے) پس وہ تمہارا الہ ہے اور ہر وہ جس سے تم ڈرتے ہو اور امید رکھتے ہو پس وہ تمہارا الہ ہے اور ہر وہ جس سے تم نفع و نقصان دیکھتے ہو

(کہ مافوق الاسباب اس کے اختیار میں ہے) پس وہ تمہارا الہ ہے۔

تفسیر قرطبی میں " الہ " کا معنی کرتے ہوئے لکھا ہے :

﴿ اَلْاِلٰہُ کُلُّ مَا یَأْلَهُ اِلَیْهِ النَّاسُ وَیَتَضَرَّعُوْنَ لَدَیْهِ وَیَتَوَجَّھُوْنَ اِلَیْهِ فِیْ حَوَائِجِھِمْ وَمَشَاکِلِھِمْ وَ مَصَائِبِھِمْ وَ یَعْتَقِدُوْنَ بِاَنَّ لَهٗ سَلْطَةً غَیْبِیَّةً فِیْ جَلْبِ الْمَنَافِعِ وَ دَفْعِ الْمَضَارِ اِسْتِقْلَالًا اَوْ وَسَاطَةً وَ شَفَاعَةً فِیْمَا لَا یَقْدِرُ عَلَیْهِ النَّاسُ فِیْ دَائِرَةِ الْاَسْبَابِ الْعَادِیَةِ عِنْدَھُمْ ﴾ (قرطبی)

الہ اس کو کہتے ہیں کہ لوگ جس کے سامنے عاجزی کرتے ہیں اور مشکلات میں اس کی طرف توجہ اور فریاد کرتے اور امید رکھتے ہیں ، اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُس کو اُن کاموں میں جس پر لوگ ظاہری اسباب سے قادر نہیں ہوتے ، نفع دینے اور نقصان سے بچانے کے لئے کائنات میں استقلالاً یا واسطۃً یا شفاعۃً تصرف اور اختیار حاصل ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں :

وَاللّٰہُ سُبْحَانَهٗ وَاحِدٌ لَامِنْ طَرِیْقِ الْعَدَدِ وَلٰکِنْ مِنْ طَرِیْقِ اَنَّهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ فِی الْوُھِیَّةِ

اللہ ایک ہے گنتی کے طریقے پر نہیں بلکہ وہ ایک اور تنہا ہے

اس لحاظ سے کہ اس کا الوھیت (خدائی) میں کوئی شریک نہیں۔

ایک دوسرے مقام پر " الہ " کا معنی کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَاحِدٌ فِیْ اِسْتِحْقَاقِ الْاُلُوْھِیَۃِ لَا شَرِیْکَ لَہٗ فِیْ اِسْتِحْقَاقِ اَنْ یُّتَّخَذَ اِلٰھًا

(فقہ اکبر)

اللہ تعالیٰ الہ ہونے کا تنہا مستحق ہے اور اس استحقاق

میں اس کا کوئی شریک نہیں کہ صرف اسی کو الہ مانا جائے۔

بس یہی ہے الہ کا معنی، اب اگر کوئی ان صفات الوھیت کو اللہ کے لیے مانے اور ثابت کرے پس اس نے اللہ کو اپنا الہ مانا، سمجھا اور جس نے یہ صفات الوھیت غیر اللہ کے لیے مان لیں کہ فلاں نبی، ولی، پیر، فقیر، جن وفرشتہ بھی نفع و نقصان کا مالک، حاجت روا، مشکل کشا اور کرنے بھرنے والا ہے تو اس نے اسے اپنا الہ سمجھا۔ حضرت شیخ جیلانیؒ، امام ابو حنیفہؒ اور قرطبی کی عبارات کا مطلب بھی یہی ہے کہ کسی میں یہ صفات ماننا اسے اپنا الہ بنانے کا مترادف ہے۔

الغرض یہ ہے الہ کا معنی جس میں ہمیشہ مشرکین کا اختلاف رہا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم قریش کے سامنے یہی لا الہ الا اللہ یعنی توحید کا مسئلہ بیان کیا کہ الہ اللہ کے سوا کوئی نہیں تو انھوں نے اس کے ماننے سے انکار کیا کیونکہ وہ عرب تھے، وہ الہ کا معنی سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ اس کے ماننے سے ہمیں کون کون سے در ودیوار اور الہ و معبود چھوڑنے پڑیں گے۔ اس لیے وہ ایک الہ کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھے اور اس مسئلہ توحید سے اتنی نفرت تھی کہ جب ان کو کہا جاتا کہ اللہ کے بغیر کوئی الہ نہیں تو وہ کہتے :

﴿ اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ﴾ (ص : ۵)

کیا اس نے سب الہوں کا ایک ہی الہ کر دیا ہے؟ بیشک یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے!

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے :

﴿ اِنَّھُمْ کَانُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَسْتَکْبِرُوْنَ ﴾(صافات : ۳۵)

جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں

تو وہ اس سے غرور و تکبر کرتے ہیں یعنی نہیں مانتے۔

مشرکین مکہ کے کفر و شرک کی یہی وجہ تھی کہ وہ صرف ایک اللہ کو الہ نہیں مانتے تھے بلکہ ساتھ اوروں کو بھی صفات الوھیت میں شریک ٹھہراتے تھے اگرچہ وہ اللہ کو اپنا اور زمین و آسمان کا خالق، مدبر اور رازق مانتے تھے۔

عقائد و اعمال مشرکین :۔

مشرکین اللہ کو خالق مانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَھُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ ﴾ (الزخرف: ۸۷)

اگر ان سے تم سوال کرو کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو البتہ وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔

آسمان و زمین کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ :

﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ ﴾ (الزمر: ۳۸)

اگر آپ ان (مشرکوں) سے پوچھیں کہ زمین و آسمان

کس نے بنائے ہیں تو ضرور وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔

اسی طرح رزق اور موت و حیات وغیرہ کا مالک بھی اللہ کو مانتے تھے :

﴿ قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ط فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ ﴾ (یونس : ۳۱)

تم ان سے پوچھو کہ کون رزق دیتا ہے تم کو زمین و آسمان سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون ہے زندہ کو مردے سے اور مردہ کو زندے سے نکالنے والا اور کون کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ تو وہ بول اٹھیں گے کہ اللہ۔

ان عقائد کے علاوہ مشرکین عبادات بھی کیا کرتے تھے، نماز بھی پڑھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴾(الماعون : ۴،۵)

ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔

یہ سورۃ مکی ہے اور مکہ میں منافق تھے ہی نہیں، وہاں صرف مومن و مشرک تھے اور مومن مسلمانوں (سابقین اولین) کی نماز تو ایسی نہیں تھی کہ اللہ ویل کے لفظ سے اس کی تردید فرماتے۔ اس لیے تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس سے مراد وہ مشرکین ہیں کہ جو کسی بھی رنگ میں نماز پڑھتے تھے اور اس میں غفلت کرتے تھے ۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں :

وَكَانَتْ فِيهِمُ الصَّلٰوةُ (حجۃ اللہ البالغہ)

مشرکین عرب میں نماز کا دستور موجود تھا۔

اسی طرح وہ زکوۃ بھی دیا کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ﴾(الانعام : ۱۳۷)

اور ٹھہراتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی پیدا کی ہوئی کھیتی، فصل اور جانوروں میں سے ایک حصہ، پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا حصہ (زکوۃ) ہے۔

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں :

وَكَانَتْ فِيهِمُ الزَّكٰوةُ (حجۃ اللہ البالغہ)

مشرکین عرب زکوۃ کے بھی قائل تھے۔

مشرکین مسجد اور بیت اللہ کی تعمیر بھی کیا کرتے تھے :

﴿ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ اَنْ يَّعْمُرُوا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِينَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ﴾

(التوبہ : ۱۷)

مشرکوں کا کام نہیں کہ آباد کریں اللہ کی مسجدیں جبکہ تسلیم کر رہے ہوں اپنے اوپر کفر کو۔

اسی طرح حجاج کے کھانے پینے کا انتظام کرتے اور ان کو پانی پلاتے تھے :

﴿ اجعلتم سقاية الحاج و عمارة المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر ﴾

(التوبہ : ۱۹)

(اے مشرکو!) کیاتم نے کر دیا حاجیوں کاپانی پلانااور مسجد الحرام

کابسانابرابر اسکے جو یقین لایااللہ اور آخرت پر۔

اس کے علاوہ مشرکین حج بھی کرتے تھے۔ ابو جہل نے تقریباً ۵۳ حج کئے تھے۔ مشرکین اعتکاف میں بیٹھتے، جنابت کا غسل کرتے، ختنہ کرتے، زیر ناف بال بھی دور کرتے اور آخرت وتقدیر کے بھی قائل تھے (حجۃ اللہ البالغہ)۔

مردوں کو قبروں میں دفن کرتے، نکاح کا یہ صحیح اور مروج طریقہ بھی ان میں رائج تھا۔ (بخاری)

مختصر یہ کہ اور بھی بہت عبادات اور اچھی خصلتیں ان میں موجود تھیں جن کی تفصیل احادیث اور علماء کی کتب میں موجود ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مشرکین عرب اللہ کو مانتے تھے کہ وہ خالق، رازق اور مدبر ہے، نماز، زکوٰۃ، صدقات، نکاح اور کئی اچھی خصلتیں ان میں موجود تھیں تو پھر وہ کیوں مشرک تھے؟ ان میں کیاخرابی تھی کہ اللہ اور رسول ﷺ نے انھیں مشرک کہا؟ اس کی علت وسبب کیا ہے؟

جواب یہ ہے کہ قرآن کی رو سے وہ خرابی اور ان کے مشرک ہونے کی علت یہ تھی کہ وہ اللہ کے ماننے اور عبادت کرنے (جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا) کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کو اس کا حصہ دار اور شریک ٹھہراتے اور اللہ کے ساتھ ساتھ دوسری مخلوق کو بھی الہ مانتے تھے اور ان کی عبادت بھی کرتے تھے کبھی رکوع و سجدہ کی شکل میں تو کبھی طواف اور نذر و نیاز کی صورت میں اور کبھی غائبانہ پکار کی شکل میں جیسے ہمارے زمانے کے مشرک اور جاہل عوام ایک طرف تواللہ کو خالق اور رازق مانتے ہیں لیکن دوسری طرف اللہ کی مخلوق انبیاء واولیاء کواللہ کے حصہ دار اور نائب

مانتے اور ان کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ اُن کی ارواح کو حاضر ناظر، عالم الغیب، متصرف اور دینے اور لینے والے مانتے ہیں اور ان کو غائبانہ پکارتے ہیں، اُن کی قبروں اور مزاروں پر رکوع و سجدہ کرتے اُن کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔ یعنی ایک طرف تو اللہ کو مانتے ہیں لیکن دوسری طرف شرک بھی کرتے ہیں، کلمہ پڑھنے اور ایمان لانے کے ساتھ ساتھ مشرک بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح کے لوگوں کے بارے میں قرآن کا ارشاد ہے :

﴿ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴾(یوسف : ١٠٦)

اکثر لوگ ایمان کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتے ہیں

(ایمان کے ساتھ ساتھ مشرک بھی ہوتے ہیں)۔

ایسا ایمان اور عبادت جو شرک کے ساتھ خلط ہو، جس میں غیر اللہ کی عبادت کا امتزاج ہو اللہ کے ہاں قبول نہیں۔ ایمان وہ قبول ہے جس کا مطالبہ ابراھیمؑ اور ان کے ساتھیوں نے قوم سے کیا تھا اور جس کا ذکر سورۃ الممتحنہ : ۴ میں ہے :

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ج

اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا ﴾

اے لوگو! تمہارے لیے ابراھیمؑ اور ان کے ساتھیوں میں ایک بہترین نمونہ ہے، جب انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہمارا تم سے اور ان سے جن کی تم (اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ) اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، کوئی تعلق نہیں اور ہم تمہارے معبودوں کے قائل بھی نہیں۔ ہم میں اور تم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھلم کھلا عداوت اور دشمنی رہے گی۔

یہ عداوت اور دشمنی کب تک رہے گی؟

﴿ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ ﴾

جب تک تم اللہ واحد اکیلے پر ایمان نہ لاؤ یعنی جب تک تم توحید والا ایمان نہ لاؤ۔

اور عبادت بھی اللہ کے ہاں وہ قبول ہے جس میں غیر اللہ کی عبادت کی شرکت نہ ہو، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ﴾ (النساء: ۳۶)

اور اللہ کی ایسی عبادت کرو جس میں کسی کو بھی شریک نہیں کیا جائے یعنی وہ عبادت قبول نہیں جو انسان اللہ کے لیے بھی کرتا ہو اور اللہ کے سوا غیر اللہ کے لیے بھی کرتا ہو۔

بہر حال دنیا میں ایسے مشرک نہیں گزرے یا اگر ہوں تو غالباً بہت کم ہوئے ہونگے جن کا عقیدہ یہ ہو کہ دنیا کا پیدا کرنے اور چلانے والا اللہ کے سوا کوئی اور ہے یا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا اسا جھی اور شریک پیدا کرنے اور چلانے والا ہے بلکہ قرآن کی رو سے ان کا شرک یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ساری کائنات کا خالق و مالک اور مدبر و منتظم یعنی اس پورے کارخانہ ہستی کو چلانے والا ماننے کے باوجود پھر کہتے ہیں کہ جن ہستیوں انبیاء و اولیاء، جن و ملائک، پیر و فقیر کو ہم پکارتے اور عبادت کرتے ہیں وہ اگرچہ اسی اللہ کے پیدا کئے ہوئے اور اس کے بندے ہیں لیکن ان کا اللہ سے ایسا خاص تعلق و تقرب ہے کہ جس کی وجہ سے ان کو کچھ جزوی اختیارات حاصل ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو کسی کو کچھ دے سکتے ہیں یا اُس سے چھین سکتے ہیں، کسی کو امیر اور کسی کو غریب و فقیر بنا سکتے ہیں۔ اگر چاہیں تو کسی کو بیماری، تندرستی، شفا اور اولاد دے سکتے ہیں۔

اسی بناء پر مشرکین عرب بھی اور موجودہ مشرک بھی ان کو راضی اور خوش رکھنے کے لیے ان کی عبادت کرتے، نذریں اور منتیں مانتے، چڑھاوے چڑھاتے، اپنی ضرورتوں اور حاجتوں میں ان کو پکارتے اور مدد مانگتے اور ان کے گرد طواف کرتے تھے۔ قرآن پاک نے ان کے اسی خیال اور طرز عمل کو شرک قرار دیا۔ لیکن مشرک اپنے اس شرک کو شرک نہیں کہتے۔

مشرکین کی اس حالت شرک کا نقشہ مولانا الطاف حسین حالی نے مدوجزر اسلام (مسدس حالی) میں بڑے بہترین انداز سے یوں پیش کیا ہے:

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبیؐ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبیؐ سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

بنابریں اکثر قوموں اور ملکوں کے مشرکوں میں یہی شرک رہا ہے۔ اسی وجہ سے قرآن میں اس شرک کا رد زیادہ کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴾ (الفرقان: ۳)

اور ان مشرکوں نے اللہ کے سوا ایسے معبود بنا لیے ہیں جو کوئی چیز بھی نہیں بنا سکتے اور وہ خود اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور (دوسروں کا کیا ذکر) خود اپنے نفع و نقصان پر بھی انہیں کوئی اختیار نہیں اور نہ اس دنیا کے مرنے جینے پر اور نہ حیات بعد الموت پر انہیں کوئی اختیار ہے (یعنی ان کے قبضہ اور ختیار میں کچھ بھی نہیں ہے)۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ج لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴾ (سبا: ۲۲)

ان مشرکوں سے کہو کہ جن کو تم اللہ کے سوا مالک و مختار سمجھتے ہو، وہ ایک ذرے کے بھی

مالک نہیں، نہ آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ اُن میں اُن کا کوئی حصہ ہے اور نہ ہی اُن میں سے کوئی اللہ کا معاون ہے۔

مشرکین کے بتوں کی حقیقت :۔

یہاں اگر کسی کے ذھن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ شائد مشرکین عرب جن کو پوجتے، عبادت کرتے اور پکارتے تھے وہ بُت اور پتھر تھے۔ لہذا اس بُت پرستی کی وجہ سے وہ مشرک ہوئے ہونگے اور موجودہ لوگ تو نیک ہستیوں، انبیاء و اولیاء، کو پکارتے اور تعظیم کرتے ہیں۔ اس لیے یہ شرک نہیں ہوگا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کوئی بھی قوم ایسی نہیں گزری جس نے محض لکڑی، پتھر اور اینٹ کی بے جان مورتیوں کو خدا یا الہ بنایا ہو اور اُن کی عبادت کی ہو۔ بلکہ جب بھی کوئی بُت، تصویر یا مجسمہ بنایا گیا تو کسی جاندار مخلوق بلکہ پیغمبروں، ولیوں اور نیک بندوں کے نام اور شکل پر ہی بنایا گیا۔ وہ لوگ ان مورتیوں اور بتوں کو اصلی معبود بھی نہیں سمجھتے تھے، ورنہ پھر تو یہ چاہیے تھا کہ مشرکین ہر پتھر کو، جہاں بھی دیکھتے، پوجتے حالانکہ ایسے نہیں تھا۔

بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک عام من دو من لکڑی یا پتھر، حاجت روا اور مسجود نہ بن سکے لیکن جب اس کو کاٹ تراش کر مجسمہ بنالیں تو پھر وہ سب کچھ کرنے لگے ؟

بات اصل میں یہ ہے کہ بغیر تراشے اور مجسمہ بنائے ہوئے پتھر اور لکڑی میں اُس ہستی کی سی آنکھیں، ناک، اور کان وغیرہ نہیں ہوتے مگر جب اس شکل پر صنم بن گیا تو پھر اس کی عبادت و تعظیم شروع ہو گئی۔ اس لیے اصل عقیدت اور محبت لکڑی یا پتھر سے نہیں بلکہ انسان اور نیک ہستی وغیرہ سے ہے۔ الغرض مشرکین کا یہ مشرکانہ عقیدہ اور مشرکانہ عمل ان بزرگ روحوں اور ان روحانی ہستیوں کے ساتھ تھا جن سے یہ پتھر کے بت منسوب تھے۔

پھر شیطان نے کسی کے ذہن میں یہ ڈالا کہ وہ ہستی تمہیں اس تراشے ہوئے

پتھر یا لکڑی کے مجسمے میں ملے گی اور کسی کو قبر میں ملنے کی بات ذہن نشین کرادی تو کسی کو کوئی دوسری چیز میں۔

کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا
کسی کو ہے وہ قبروں پر جھکاتا
سمجھائی کافروں کو بت کی تکریم
کرائی پتھروں کی ان سے تعظیم
مسلمانوں کو دیکھا اس سے پُر بیم
انہیں قبروں کی کی ظالم نے تعلیم

قرآن میں (نوح : ۲۳) قومِ نوحؑ کے جن چند الھوں، ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کا ذکر آیا ہے، ان الھ کے متعلق بخاری میں ہے کہ یہ حضرت نوحؑ کے زمانے کے نیک اور صالح انسان تھے جن کی پرستش کی جاتی تھی۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ حضرت ادریسؑ کے صاحبزادے تھے تو بعض کا قول ہے کہ وہ حضرت شیثؑ تھے اور باقی چار ان کے بیٹے تھے وغیرہ۔ گویا یہ نوحؑ کے زمانے کے پانچ پیر تھے جیسے آج کل بھی عموما ہر علاقہ میں پانچ پیر ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن قیمؒ فرماتے ہیں :

قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ كَانَ هٰؤُلَاءِ قَوْمًا صَالِحِيْنَ فِيْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا مَاتُوْا عَكَفُوْا عَلٰى قُبُوْرِهِمْ ثُمَّ صَوَّرُوْا تَمَاثِيْلَهُمْ ثُمَّ طَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَعَبَدُوْهُمْ (اغاثۃ اللھفان)

اکثر حضرات سلفؒ کا بیان ہے کہ یہ پانچ حضرات حضرت نوحؑ کی قوم کے نیک لوگ تھے۔ جب وہ وفات پاگئے تو لوگوں نے ان کی قبروں پر مجاوری اختیار کرلی، پھر ان کی تصویریں اور مجسمے بنالیے پھر جب کافی زمانہ گزر گیا تو ان کی عبادت شروع کردی۔

اسی طرح مشرکین عرب بھی جن بتوں کی پرستش کرتے تھے وہ کچھ روحانی

ہستیوں کی نشانی یا یادگار سمجھے جاتے تھے اور عبادت دراصل ان روحانی ہستیوں کی کی جاتی تھی اور انہیں کو حاجت روا و مشکل کشا سمجھا جاتا تھا۔

ان میں سے ایک لات تھا۔ بخاری کے قول کے مطابق یہ ایک نیک آدمی تھا جو حاجیوں کو ستو گھول کر پلاتا تھا۔ اس کے نام پر یہ بت بنایا گیا تھا۔

کاشف ظلام بحوالہ راہ سنت میں ہے کہ :

رَجُلٌ يَلِتُّ بِالسَّوِيْقِ بِالطَّائِفِ وَكَانُوْا يَعْكُفُوْنَ عَلٰى قَبْرِهٖ فَجَعَلُوْهُ وَثَنًا

لات ایک شخص تھا جو طائف میں لوگوں کو پانی میں ستو گھول گھول کر پلایا کرتا تھا۔

لوگوں نے اس کی قبر پر ہجوم شروع کر دیا حتی کہ اس کو بت ہی بناڈالا۔

ابن کثیر لات کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

فَلَمَّا مَاتَ عَكَفُوْا عَلٰى قَبْرِهٖ فَعَبَدُوْهُ

جب اُس (لات) کی وفات ہو گئی تو لوگوں نے اُس کی قبر
پر اجتماع شروع کر دیا اور اُس کی عبادت کرنے لگے۔

اسی طرح ان کا بُت منات بھی انسان تھا۔

ایک بُت ہبل تھا جو اصل میں ہابیل حضرت آدمؑ کا بیٹا تھا جس کو اپنے بھائی قابیل نے شہید کیا تھا، مشرکین مصیبت کے وقت خاص طور پر جنگ کے موقع پر اسے پکارتے اور اس سے مدد مانگتے تھے (بخاری)۔ اس کا مجسمہ کعبہ میں پڑا ہوا تھا۔

اسی طرح عزیٰ ایک پری تھی جس کی عبادت کی جاتی تھی۔

ان کے علاوہ کعبہ کے تین سو ساٹھ بتوں میں حضرت ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ اور مریمؑ کے مجسمے بھی پڑے تھے۔ ہشامؓ بن عاص الاموی سے منقول ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے دمشق میں شاہی تحویل میں پادریوں کے پاس حضرت آدمؑ، نوحؑ، ابراھیمؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ، لوطؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ، اسماعیلؑ، یوسفؑ، داوٗدؑ، سلمانؑ، عیسیٰؑ، اور حضرت محمد علیھم الصلوٰت والسلام کی تصویریں اور فوٹو دیکھے تھے جب وہ وہاں سفیر

اور قاصد بن کر تشریف لے گئے تھے (ابن کثیر)۔

یہی حال ہندوؤں کے بتوں کا بھی ہے کہ وہ کرشن جی اور رام چندر جی وغیرہ کی مورتی کی پوجا کرتے ہیں تو عبادت اور پوجا اس مورتی کی مقصود نہیں ہوتی بلکہ کرشن جی اور رام چندر جی وغیرہ کی شخصیت کی عبادت و احترام مقصود ہوتا ہے اور اُن کا اِن بتوں سے جو تعلق بھی ہے وہ اُن کے ان مزعومہ بزرگوں کی عقیدت کی وجہ سے ہے۔ اس حقیقت کا اظہار ان کے اہل فہم وانصاف خود بھی کرتے ہیں کہ ہمیں صرف پیتل، لکڑی اور پتھر کے بے جان مجسموں سے کوئی لگاؤ اور محبت نہیں بلکہ یہ ہمارے مذہبی اور سیاسی بزرگوں کے نام کے بت ہیں۔ مختصر یہ کہ وہ صرف پتھر کے بُت کو اپنا اصلی معبود نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ بزرگ روحوں اور روحانی ہستیوں کو نفع وضرر کا مختار اور حاجت روا سمجھتے تھے اور انہی کی دراصل عبادت کرتے اور ان کو پکارتے تھے جبکہ بتوں کو صرف ان کی نشانی یا ان کی جلوہ گاہ سمجھتے تھے۔

لیکن افسوس کہ یہی حال آج بہت سے مسلمان کہلانے والے جاہل تعزیہ پرستوں، قبر پرستوں او پیر پرستوں کا بھی ہے کہ یہ تعزیہ پرست اس تعزیہ میں کوئی غیبی طاقت نہیں سمجھتے بلکہ وہ سب کچھ امام حسینؓ کے نام پر کرتے ہیں اور قبر پرست بھی بزرگان دین کے متعلق اسی قسم کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اسی بناء پر ان کی قبروں اور تعزیوں کے سامنے جھکتے، نذریں چڑھاتے اور انہیں غائبانہ پکارتے ہیں۔ غرض یہ بالکل وہی بت پرستوں والی منطق ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ ﴾ (الاعراف: ۱۹۴)

جن ہستیوں، (نبیوں، ولیوں) کو تم پکارتے ہو اللہ کے
سوا وہ تو تمہاری ہی طرح (ہمارے عاجز) بندے ہیں۔

چونکہ شیطان کے لیے یہ بہت مشکل تھا کہ وہ کلمہ پڑھنے والوں کو بتوں کی پرستش کے ذریعے شرک میں مبتلا کر سکیں کیونکہ اس محاذ پر وہ ایسی شکست کھا چکا تھا

کہ اسکا دوبارہ سر اٹھانا تقریباً مشکل تھا اس لیے اس نے طریقہ بدل کر بزرگوں کے بتوں اور مجسموں کی بجائے قبروں سے وہی عقیدت شروع کرادی جو پہلے ان کے بتوں اور مجسموں سے وہ بارہا کرا چکا تھا۔

امام فخر الدین الرازیؒ فرماتے ہیں کہ :

اِنَّھُمْ وَضَعُوْا ھٰذِہِ الْاَصْنَامِ وَالْاَوْثَانِ عَلٰی صُوَرِ اَنْبِیَآءِ ھِمْ وَاَکَابِرِھِمْ وَزَعَمُوْا اَنَّھُمْ مَتٰی اِشْتَغَلُوْا بِعِبَادَۃِ ھٰذِہِ التَّمَاثِیْلِ فَاِنَّ اُولٰئِکَ الْاَکَابِرَ تَکُوْنُ شُفَعَاءَ لَھُمْ عِنْدَاللّٰہِ تَعَالٰی وَنَظِیْرُہٗ فِیْ ھٰذَا الزَّمَانِ اِشْتِغَالُ کَثِیْرٍ مِنَ الْخَلْقِ بِتَعْظِیْمِ قُبُوْرِ الْاَکَابِرِ عَلٰی اِعْتِقَادِ اَنَّھُمْ اِذَا عَظَّمُوْا قُبُوْرَھِمْ فَاِنَّھُمْ یَکُوْنُوْنَ شُفَعَاءُ لَھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی (تفسیر کبیر)

یعنی ان مشرکوں نے یہ اصنامؔ اور اوثان اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کی صورتوں پر بنائے تھے اور وہ یہ خیال کرتے تھے کہ جب وہ انکی مورتیوں کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ اکابر اور بزرگ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرتے ہیں اور اس کی نظیر اس زمانہ میں یہ ہے کہ بہت سے لوگ بزرگوں کی قبروں کی اس عقیدے کے تحت تعظیم کرتے ہیں کہ اس طریقہ سے وہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش کرتے ہیں۔

پس شرک کی ابتداء بزرگوں اور اولیاء کی قبروں، ان کی عبادت گاہوں اور نشست و برخاست کی جگہوں سے ہی ہوئی ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے قبر پرستی سے منع فرماتے ہوئے زوردار الفاظ میں امت کو متنبہ فرمایا کہ یہود و نصاری پر اللہ کی لعنت ہو کہ انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا اور دعاء بھی فرمائی:

﴿ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدْ ﴾

اور یہ سب اس لیے فرمایا کہ آپ ﷺ کی امت کہیں ایسا نہ کرنے لگے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا تھا۔ اس ارشاد کے باوجود بھی نااہل امتیوں نے اپنی دنیاوی اغراض اور کاروبار کی خاطر قبور پرستی کا سلسلہ جاری کرر کھا ہے۔ بقول اقبال :

؎ جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو !

بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرمن تم ہو بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن تم ہو !

ہوں کو نام جو قبروں کی تجارت کرکے کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

(جواب شکوہ)

شفاعت :

لیکن مشرکین، قبر پرست اور پیر پرست وغیرہ اپنے ان شرکیہ عقائد واعمال کو صحیح اور جائز ثابت کرنے کے لیے مختلف قسم کے حیلے بہانے پیش کرتے اور قسم قسم کی قیل و قال سے کام لیتے تھے اور موجودہ مشرک اور جاہل بھی لیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے اور نہ ان کو خالق، رازق اور خدا مانتے ہیں بلکہ یہ تو واسطہ ہیں جو ہمارے کام اور حاجات اللہ کے ہاں پیش کرتے ہیں، ہمارے سفارشی اور وکیل ہیں ۔ہم انہیں کہتے ہیں اور وہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرتے ہیں اور اپنی بات اللہ سے منوا لیتے ہیں (نعوذباللہ) کہ اللہ تعالیٰ ان کی بات کو نہیں ٹالتا بلکہ مانتا ہے۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ سورۃ المؤمنون کی آیت ۸۸ کے ذیل میں لکھتے ہیں :

" اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا ﷺ کے وقت کے کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر اپنے بتوں کو اسکی جناب میں وکیل سمجھ کر مانتے تھے ۔اسی سے کافر ہو گئے۔ سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے سو اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اسکے مقابل کی طاقت اس کو ثابت نہ کرے "۔ (تقویۃ الایمان : ۵۲)

قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ مشرکین کے اس زعم باطل کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

﴿ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ط ﴾ (یونس :۱۸)

اور اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں
اور نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس پر رد کرتے ہوئے دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا ط ﴾ (الزمر: ۴۴)

کہو (ان کو) کہ سفارش کا اختیار تو سارا اللہ ہی کا ہے۔
یعنی اللہ کے حکم و اجازت کے بغیر کوئی کسی کی سفارش نہیں کر سکتا۔

شفاعت دو قسم کی ہے: ایک شفاعت قہری یعنی زور اور بغیر اجازت کے شفاعت اور دوسری شفاعت اذنی یعنی اللہ کی اجازت سے۔

چونکہ مشرکین شفاعت قہری کے قائل ہیں کہ وہ ہماری شفاعت کر سکتے ہیں، اللہ پر اپنی بات منوا سکتے ہیں (نعوذ باللہ) تو اللہ نے اس خیال باطل کی تردید اس آیت میں کر دی کہ بغیر اجازت کے اور زبردستی کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ باقی رہ گئی شفاعت اذنی تو وہ بھی چند شرائط سے مشروط ہے:

(اول): شفاعت کرنے والے کو اللہ کی طرف سے اجازت ہو۔

﴿ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ﴾ (البقرہ: ۲۵۵)

اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی بھی سفارش نہیں کر سکتا۔

(دوم): جس کے لیے شفاعت کی جائے وہ خود بھی مؤحد مسلمان ہو، مشرک کافر نہ ہو۔

﴿ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ ﴾ (البقرہ: ۱۲۳)

اور اس نفس (مشرک) کو سفارش کا فائدہ نہیں ملے گا (کیونکہ وہ مشرک ہو گا)۔

حدیث میں بھی ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

﴿ شَفَاعَتِیْ لِمَنْ لَّمْ یُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَیْئًا ﴾ (ترمذی)

میری سفارش اس کے لئے ہے جس نے شرک نہ کیا ہو۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں سفارش کروں گا لیکن "لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ

مِنْ اُمَّتِیْ " اپنے گنہگار امتیوں کے لیے۔

(سوم) : یہ بھی ضروری ہے کہ مشفوع لہ (جس کی سفارش کرنا ہو) کے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سفارش کرنے کی اجازت بھی ہو، کہ اگر کوئی اس کے حق میں شفارش کرے تو میں (اللہ تعالیٰ) قبول کرونگا۔

(چہارم) : نبی کریم ﷺ سے پہلے کوئی بھی شفاعت نہیں کر سکتا، پہلے نبی کریم ﷺ شفاعت شروع کرینگے پھر باقی انبیاء اور اولیاء، شہداء وعلماء وغیرہ کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ : ﴿اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَشْفَعْ﴾

یعنی اول سفارش کرنے والا میں ہوں۔

اس شرط کی رو سے ابھی تک قیامت قائم نہیں ہوئی نہ نبی پاک ﷺ نے شفاعت شروع کی ہے اور ان مشرک وبدعتی لوگوں نے دنیا میں قیامت اور نبی ﷺ کی شفاعت سے پہلے ہی اوروں کی سفارش شروع کرادی ہے۔

کبھی کہتے ہیں کہ ہم ان کے نام کی نذر و نیاز، انکے سامنے رکوع و سجدہ اور تعظیم اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمارے وسیلے ہیں، وہ اللہ کے ہاں تقرب اور نزدیک ہونے کا ذریعہ ہیں اور ہم گنہگار ہیں، اللہ ہماری نہیں سنتا اور انھوں نے اچھے اعمال کئے ہیں وہ اللہ کے مقرب ہیں ہم ان کے اعمال کو وسیلہ بنا کر اللہ کے ہاں پیش کرتے ہیں اور یہی بات مشرکین بھی کہتے تھے۔

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر : ۳)

ہم انکی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ وہ ہمیں اللہ کے ہاں نزدیک و قریب کرلیں۔

(یہ ہمارے لیے اللہ کے ہاں تقرب کا ذریعہ ہے)

اللہ تبارک وتعالیٰ ایک جگہ پر اس بات کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

﴿تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ج لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ج وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (البقرہ : ۱۳۴)

اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ وہ اللہ کے ہاں مقرب ہیں، انھوں نے نیک اعمال کیے ہیں ، محنتیں کی ہیں اور ہم گنہگار ہیں تو ہم ان کے اعمال اللہ کے ہاں وسیلہ بناتے ہیں۔

نہ نہ! یہ تمام انبیاء و صلحاء کا ایک گروہ تھا جو گزر چکا ہے اور ان کے اعمال کا بدلہ انھیں ملے گا اور تمہیں تو تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور تم سے ان کے اعمال کے بارے میں پوچھ نہ ہوگی (کہ تمہارے لیے نجات کا ذریعہ بن جائیں بلکہ تم سے تمہارے اعمال کی پوچھ ہوگی)۔

حدیث میں بھی آتا ہے:

جس آدمی کو اپنا عمل نہ بچا سکے، اپنا عمل کام نہ آئے تو اسے اس کے نسب (یعنی نیک آباء واجداد) کا عمل بچا نہیں سکتا، ان کے نیک اعمال دوسروں کے کام نہیں آ سکتے۔

ہر آدمی کا اپنا عمل ہے۔ انھوں نے محنتیں کی ہیں تو اپنے لیے نہ کہ تمہارے لیے۔ کبھی مشرک وبدعتی لوگ غلط مثالیں پیش کرتے ہیں کہ جس طرح لوگ ایک جج کے لیے وکیل پکڑتے ہیں، ایک بادشاہ کے لیے وزیر ہوتا ہے۔ وکیل کے بغیر جج سے اور وزیر کے بغیر بادشاہ سے ملاقات وبات اور اپنی حالت سے آگاہی نہیں کرائی جاسکتی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے بھی وکیل، وزیر اور وسیلے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم لوگ مجھے مخلوق پر قیاس کرتے ہو:

﴿ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (النحل: ۷۴)

اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی طرف سے مثالیں بیان مت کرو

(کیونکہ) اللہ جانتا ہے اور تم (مخلوق) نہیں جانتے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ علیم بذات الصدور ہے، ہر کسی کے حال سے باخبر ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے لیے کسی وکیل، وزیر و مشیر کی ضرورت نہیں اور جج وبادشاہ چونکہ مخلوق ہیں، عالم الغیب نہیں، کسی کے حال سے باخبر نہیں اس لیے ان کے لیے وکیل و

وزیر کی ضرورت ہوتی ہے، تا کہ وکیل ووزیر کے ذریعے انہیں اپنا حال احوال پہنچایا جا سکے ۔اللہ تعالیٰ کو مخلوق پر قیاس کرنا حد درجے کی حماقت وضلالت ہے کیونکہ وہ تو عالم الغیب ہے، تمام مخلوق کے حال سے خبر دار ہے، اسے وکیل وغیرہ کی کیا ضرورت!

اسی طرح یہ خیال بھی باطل ہے کہ ہم گنہگار ہیں اور گنہگاروں کی اللہ نہیں سنتے۔ اس لیے ہم اوروں (فضلاء وصلحاء) کے وسیلے ڈھونڈتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہر گز نہیں۔

﴿ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ (قٓ: ۱۶)

میں تو انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوں۔

اس لئے پشتو کے مشہور شاعر عبدالرحمٰن بابا کہتے ہیں:

ے څه حاجت دے چه دَ بل په در کښے غوارم

په خپل کور کښے هم کنار دے رب ځما

مجھے کسی کے در پر جانے کی کیا ضرورت ہے جبکہ میرے ہی گھر میں میرا رب میرے قریب ہے۔

اس لئے اللہ فرماتے ہیں:

﴿ اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ (مؤمن: ۶۰)

مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کرتا ہوں۔

اس آیت میں گنہگار و غیر گنہگار کا کوئی امتیاز نہیں بلکہ آیت مطلق ہے۔

اور دوسری بات یہ کہ شیطان سے کوئی بڑا فاسق، کافر اور گنہگار نہیں ہو سکتا ۔پھر بھی جب لعنتی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ:

﴿ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴾ (الحجر: ۳۶)

کہا شیطان نے اے رب! تو مجھے اس دن تک کے لئے مہلت دے کہ مردے زندہ ہوں۔

تو اللہ نے اس کی دعا قبول کرلی:

﴿ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴾ (الحجر: ۳۷)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس تجھ کو مہلت دی گئی (مقررہ وقت تک)۔

جب شیطان کی دعا قبول ہوتی ہے تو کیا کوئی شخص شیطان سے بھی زیادہ گنہگار ہے کہ اس کی دعا اللہ نہیں سنے گا اور قبول نہیں کرے گا؟ ہرگز ایسا نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کی سنتا اور دعا قبول کرتا ہے جب دعا حقیقی اور اپنی شرائط پر پوری ہو۔

ہاں وسیلہ باعمال صالحہ بے شک صحیح ہے کہ ایک انسان اپنے اعمال صالحہ، ایمان اور دوسری نیک خصلتوں کو اللہ کے ہاں وسیلہ بنا کر اس سے دعا مانگے تو یہ جائز ہے، قرآن وسنت اور سلف سے منقول ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے :۔

﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ﴾ (البقرہ: ۱۵۳)

اے ایمان والو! اللہ سے صبر اور نماز کے ذریعے (وسیلے) سے مدد مانگو۔

اسی طرح احادیث کثیرہ میں بھی اس طرح کے وسیلہ بالاعمال الصالحہ کا تذکرہ موجود ہے جس کی مثالیں ہم نے خوف طوالت سے چھوڑ دی ہیں۔ شفاعت اور وسیلہ کی تفصیل بندہ کے رسالہ " **شفاعت اور وسیلے کی حقیقت** " میں دیکھی جا سکتی ہے۔

یہ تو ہم نے اپنی قاصر فہم کے مطابق قرآن، حدیث اور اقوال علماء کرام سے چند مختصر باتیں توحید ور د شرک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مشائخ کی محنت سے آپ کے سامنے عرض کی ہیں لیکن یہ مسئلہ تفصیلاً سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل کتب دیکھی جا سکتی ہیں۔

☆ البصائر للمتوسلین باهل المقابر — شیخ مشائخنا شیخ القرآن محمد طاہرؒ

☆ تقویة الایمان — مجاہد امام شاہ اسمٰعیل شہیدؒ

☆ دعوة الحق — شیخ التفسیر مولانا محمد امیر بندیالویؒ

بہر حال شرک کا یہ مرض بہت ہلاک کن ہے جس سے انسان کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا مستحق بن جاتا ہے لیکن آج کل ہمارے کلمہ گو بھی اس مہلک مرض (شرک) میں مبتلا ہو کر توحید اور اپنے عقیدے سے بے خبر ہیں ۔اس لیے دین کے اس بنیادی مسئلہ (بیان توحید ورد شرک) جو تمام انبیاءؑ کا مشترکہ اور ابتدائی مسئلہ ہے، کی اشاعت و تبلیغ کے لیے ہر مؤحد ، سمجھدار اور پیغمبری مشن کے پھیلانے کا درد رکھنے والا مسلمان توحید و سنت کی اشاعت کیلئے میدان میں نکلے اور قوم کی اصلاح میں اپنی صلاحیت کے مطابق مساعی کھپا کر اپنا فریضہ ادا کرے۔

یہ کچھ مختصر سا نالہ و فریاد ہے جو میں نے خیر خواہی کی نیت سے اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے رکھ دیا۔ اب عقل مند ٹھنڈے دل و دماغ سے اس کو پڑھنے کے بعد قبول کریں :

؎ کھول کر آنکھیں مرے آئینہ گفتار میں آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ
عشق کو فریاد لازم تھی سو وہ تو ہو چکی اب ذرا دل تھام کر فریاد کی تاثیر دیکھ (اقبال)

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری مسلمان قوم کو توحید کی سمجھ ،اس پر استقامت اور اس کی اشاعت کی توفیق عطا فرما کر شرک کی اس خطرناک دلدل سے بچائے رکھے۔ آمین ۔

تمت بالخیر

بندہ محمد ایاز (ابو معاویہ اشاعتی، پشاوری)

بدھ بعد ظہر ۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ، ٦ مئی ١٩٩٨ء

مصنف کی دیگر تصانیف

- ☆ [illegible] کامل [illegible]ت
- ☆ [illegible] توحید اور رد شرک
- ☆ [illegible] السنہ [illegible]
- ☆ [illegible] کی حقیقت اور رد عا[illegible]
- ☆ واقعہ کربلا کی حقیقت
- ☆ [illegible] الحثیث فی اصطلاحات الحدیث
- ☆ تحضیض الاخوان فی تجوید القرآن
- ☆ خلاصۃ الابحاث فی مسائل میراث
- ☆ شفاعت اور وسیلے کی حقیقت

ملنے کے پتے:

۱۔ مدرسہ تبلیغ القرآن لاشاعۃ التوحید والسنۃ، خیبر کالونی یوسف آباد، دلہ زاک روڈ پشاور شہر، پاکستان۔ فون نمبر 248596 (091)۔

۲۔ توحید وسنت کیسٹ ہاؤس، دوکان نمبر A-9 خٹک پلازہ، پشت قصہ خوانی کباڑی بازار پشاور شہر، پاکستان۔